ماہنامہ آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل
ماہنامہ
حجاب
کراچی
Naeyufaq.com

info@naeyufaq.com
naeyufaq.com

اِس شمارے میں

ابتدائیہ

آنگن کی چڑیا

سلسلہ وار ناول

مکمل ناول

ناولٹ

افسانے

پبلشر مشتاق احمد قریشی پرنٹر جمیل حسن مطبوعہ ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی
دفتر کا پتا: 81 نیپیئر بیرکس، ہاکی کلب آف پاکستان، اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

سرورق: رانیہ ...... آرائش: روز بیوٹی پارلر...... عکاسی: موسیٰ رضا

مستقل سلسلے

خط وکتابت کا پتہ: ''آنچل'' پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی 74200 فون: 021-35620771/2

موبائل نمبر: 03008264242 یکے از مطبوعات نئے اُفق پبلی کیشنز۔ ای میل Info@naeyufaq.com

editorhijab@naeyufaq.com
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ستمبر ۲۰۱۹ء کا شمارہ آپ کے ذوق مطالعہ کی نذر ہے۔

پرچا جس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہوگا نیا ہجری سال شروع ہو چکا ہوگا، آپ تمام بہنوں کو ۱۴۴۱ھ ہجری سال مبارک ہو۔

اسلام ہمیں بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ ایک ساتھ رہنے اور ایک دوسرے کی طرف سے دل صاف رکھنے کی تاکید کرتا ہے‘ چھوٹی چھوٹی باتوں کو درگزر کرنے کا حکم ہے اور بھائی کی خیریت معلوم کرنا نیکی میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسلام نے سب کو برابری کا حق دیا ہے۔ اس میں نہ کوئی چھوٹا ہے اور نہ ہی کوئی بڑا اور نہ ہی کسی کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے۔ ہم مٹی سے بنے عام سے لوگ ہیں ہمیں اسی مٹی میں مل جانا ہے۔ اس لیے دلوں میں وسعت پیدا کریں چھوٹی چھوٹی باتوں کو درگزر کریں اور کمزور اور سچ کا ساتھ دیں یہ ہی اصل زندگی ہے۔

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی اور اسی مہینے میں نواسۂ رسول ﷺ جنت میں نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا۔ یہ دونوں شخصیات ہر مسلمان کے لیے نہایت خاص اہمیت کی حامل ہیں اور تقریباً ہر مسلمان ان کی دی گئی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے اس مہینے کا احترام کرتے ہوئے عقیدت واحترام کے ساتھ اپنے امور انجام دیں نا کہ فرقوں میں الجھ کر اس مہینے کا تقدس پامال کریں۔

آج کل بھارت کے مظالم کشمیریوں پر بڑھ گئے ہیں کئی روز سے جاری کرفیو نے انسانی زندگی مفلوج کر کے رکھ دی ہے احتجاج کی صورت نکلنے والے مسلمانوں کو جیلوں میں قید یا پھر شہید کیا جا رہا ہے۔ ماؤں بیٹیوں کی عصمتیں پامال کی جا رہی ہیں تو دوسری طرف اسپتال میں زیر علاج مریضوں کو بھی دوا میسر نہیں۔ بھارتی سرکار بے حد سفاکی پر اتر آئی ہے اور بہت مکاری اور ڈھٹائی سے دنیا کا سامنا کر رہی ہے۔

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے پر جب پڑتی ہے تو سارے کس بل نکل جاتے ہیں اب دیکھنا ہے کہ کب کسی مظلوم کی آہ نریندر مودی کو اس لاٹھی کا مزہ چکھاتی ہے۔

اس ماہ کے ستارے۔

سعدیہ عزیز آفریدی‘ سلمیٰ غزل‘ آمنہ ظفر‘ عنبرین اختر‘ آمنہ ظفر‘ عریشہ ہاشمی‘ حنا اشرف‘ اُم اقصیٰ‘ فرح طاہر‘ مونا شاہ قریشی‘ زیبا حسن مخدوم‘ مہرین کنول‘ سارہ خان‘ مبشرہ ناز‘ عذرا فردوس۔

دعاگو

سعیدہ نثار

حمد

وجود اول وجود دائم، وجود یکتا وجود ہر سو

اس میں شرح نابود ایک نکتہ، تو بحر وسعت تو بود ہر سو

ازل سے میرا شعور ہستی، ہے غرق تیری تجلیوں میں

سمٹ چکی ہے حیات میری، تری محبت کا دود ہر سو

کہاں کے مشرق کہاں کے مغرب کہاں کی جہتیں کہاں کی سمتیں

تو بے کراں بے کراں تجلی تو ارتقائے نمود ہر سو

تو لا مکاں کا مکین ہے لیکن ترا مکان ایک قلب میرا

میں وسعتوں میں ہوں تیری شامل، اگر مرے ہیں حدود ہر سو

ہے پر تو جلوہ تبارک جب آخری منزل عبادت

کہاں سے انور نظر وہ لائیں کہ ہو نصیب شہود ہر سو

انور اللہ انور

نعت

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا

اس کی دولت ہے فقط نقش کف پا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا

میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

ایک بار اور بھی طیبہ سے فلسطین میں آ

راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

مشرق و مغرب میں بکھرے ہوئے گلزار کو

نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

تو بشر بھی ہے مگر فخر بشر بھی تو ہے

مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں تجھے ہر سو دیکھیں

صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظارا تیرا

احمد ندیم قاسمی

آنگن کی چڑیا

عائشہ مبین

س:۔ کیا آپ کے گھر میں صنفی امتیاز برتا جاتا ہے، اگر ہاں تو آپ احتجاج کرتی ہیں؟

ج:۔ بالکل بھی نہیں حالانکہ ہم چار بہنیں اور ہمارا ایک بھائی ہے سب سے چھوٹا۔ ہمارے ابو جی نے کبھی بھی ہم میں اور بھائی میں فرق نہیں کیا۔ امی ہماری فوت ہوگئی ہیں 2013 میں۔ ہمارے ابو نے دوسری شادی بھی کی ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ کوئی فرق نہیں کیا وہ ہم سب سے بہت پیار کرتے ہیں۔

س:۔ اکثر گھروں میں لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، اس ضمن میں آپ کا کیا تجربہ ہے؟

ج:۔ تعلیم نہیں تو کچھ بھی نہیں لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے ہمارے گھر میں ایسی کوئی پرابلم نہیں۔ ہم پڑھ رہی تھیں میں اور میری بڑی آپی (ماریہ آصف) اب اس کی شادی ہوگئی ہے۔ آٹھویں کلاس میں تھی جب ہماری امی جی فوت ہوگئی تھیں۔ اس کے بعد ہم نے میٹرک کیا۔ ابو ہمارے سعودی عرب میں ہوتے تھے صرف ہمارے پاس دادا ابو تھے اس لیے ہم نے اسکول چھوڑ دیا اور جامعہ چلی گئیں۔ پانچ سال جامعہ میں لگائے چھوٹی بہنیں اور بھائی پڑھ رہا ہے۔

س:۔ آپ کے نزدیک علم حاصل کرنے کا مقصد کیا ہے، شخصیت کو سنوارنا، اچھے گھرانے میں شادی یا اچھی ملازمت کا حصول؟

ج:۔ میرے نزدیک علم حاصل کرنے کا مقصد شخصیت کو سنوارنا ہے۔

س:۔ کیا آپ خواتین کے ملازمت کرنے کے حق میں ہیں؟

ج:۔ کچھ خواتین اپنی مجبوری سے ملازمت کرتی ہیں اور کئی انجوائے منٹ کے لیے لیکن ہمارے گھر میں اجازت نہیں ہے۔

س:۔ آپ کے نزدیک روشن خیال اور لبرل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ج:۔ میرے نزدیک روشن خیال ہونے کا مطلب ہے کہ دین کی سمجھ ہونی چاہیے ہمارا معاشرہ اس چیز کی اجازت نہیں دیتا کہ لڑکی کو ہر طرح کی آزادی دینی چاہیے۔ آج کل کا زمانہ ہے ہی نہیں کہ عورت اکیلی باہر نکل جائے کچھ لوگ اپنی بیٹیوں کو بہت آزاد خیال رکھتے ہیں ٹھیک ہے رکھیں مگر اتنا نہیں بعد میں پچھتانا پڑے اللہ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

س:۔ آپ اپنی مذہبی و ثقافتی اقدار سے آگاہ ہیں ان کی پیروی کرتی ہیں؟

ج:۔ جی بالکل۔

س:۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ لڑکیوں کو ان کے خواب پورے کرنے کا موقع ملنا چاہیے؟

ج:۔ لڑکیاں بہت خواب دیکھتی ہیں اور پورا کرنے کا موقع ملنے کا حق بنتا ہے نا۔

س:۔ زندگی گزارنے کے لیے آپ نے کیا اہداف مقرر کر رکھے ہیں؟

ج:۔ زندگی گزارنی آسان تو نہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندگی دی اور زندگی کے بارے میں سوال بھی کرنا ہے۔ کہاں گزاری بس یہ دعا ہے کہ اللہ اپنا رحم کرے اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حصہ 4

دل کو کس کا ملال تھا

نادیہ احمد

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

عائشہ اپنی ماں اور چھوٹے بھائی نومی کے ساتھ محلے کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہتی ہے۔ مالی وسائل محدود اور مسائل بہت سے ہوتے ہیں۔ دونوں ماں بیٹی نومی کی غیر ذمہ داری اور آوارہ گردیوں سے شدید پریشان رہتی ہیں۔ کچھ عرصہ سے گھر کا ایک کمرہ فراز کو کرائے پہ دیا ہوا ہوتا ہے جو شہر میں ملازمت کے لیے آیا ہوا ہوتا ہے تاکہ کچھ ذریعہ آمدن ہوسکے۔ فراز سنجیدہ مزاج کا انسان ہے جو ان لوگوں سے اچھے تعلقات استوار کرنے کی غرض سے کبھی کبھار کوئی کھانے پینے کی چیز تحفے کے طور پہ دے جاتا تھا مگر عائشہ کو یہ بات سخت ناپسند ہوتی۔ وہ ضرورت سے زیادہ محتاط ہے اور اسے دوٹوک انداز میں منع کرتی کہ انہیں اس کی ایسی کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ نومی رات کو دیر تک گھر نہیں آتا تو فراز نومی کی تلاش میں باہر نکلتا ہے مگر بہت دیر تک اس کی واپسی نہیں ہوتی۔ نومی کو پولیس اس کے دوستوں کے ہمراہ پکڑ کر تھانے میں بند کردیتی ہے۔ اگلے دن فراز، عائشہ کے ساتھ جاکر اسے چھڑوانے کی کوشش کرتا ہے اور ایس ایچ او کو دس ہزار روپے رشوت کے طور پہ پیش کرتا ہیں جو عائشہ اگلے دن فراز کو واپس کردیتی ہے حالانکہ فراز لینے سے انکار کردیتا ہے۔ اسی وقت فراز، عائشہ کو شادی کے لیے پرپوز کرتا ہے مگر عائشہ اسے خود کوئی بھی جواب دینے کے بجائے اپنی ماں سے بات کرنے کا کہتی ہے۔ فضیلت باخوشی راضی ہوجاتی ہے اس طرح فراز اور عائشہ کی منگنی کردی جاتی ہے۔ دوسری طرف نومی بھی لاک اپ سے آنے کے بعد خوف زدہ رہتا ہے۔ گھر میں عائشہ کی جلد از جلد شادی کا تذکرہ ہوتا ہے اور اسی سلسلے میں اپنی حیثیت کے مطابق وہ چھوٹی چھوٹی تیاریاں کررہی ہوتی ہیں۔ بہت عرصے بعد عائشہ مطمئن اور پرسکون رہنے لگی تھی۔ ''آشیانہ'' میں اریبہ کی شادی کا فنکشن ختم ہوچکا ہوتا ہے۔ سب ایک ایک کرکے رخصت ہورہے ہوتے ہیں بمعہ اِذان کے جو وہاں رکنا چاہتا تھا لیکن راہینہ کو دیکھ کر واپس پلٹ جاتا ہے۔ بی بی جان اگلے ہی دن اس کے پیچھے شہر آجاتی ہیں اور اس سے ان کی اچھی خاصی بحث بھی ہوتی ہے جبکہ دوسری طرف راہینہ اس دوران سنبل سے پیار بھری باتیں کرکے ان کے دل میں اپنے لیے خوب جگہ بنا کرلوٹ جاتی ہے۔ بی بی جان کی واپسی تک سنبل یہ بات طے کرچکی ہوتی ہیں کہ وہ اِذان کی شادی راہینہ سے ہی کریں گی۔ بی بی جان کو بھی اس بات پہ کوئی اعتراض نہیں ہوتا بس وہ اِذان کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ لینے سے اختلاف کرتی ہیں۔ سنبل جو پہلے ہی اپنی ماضی کی ایک غلطی کا خمیازہ بھگت رہی ہوتی ہے اب ہر لحہ الزامات اور بیٹے کی بے اعتنائی جھیل کر باغی ہوجاتی ہیں۔ گو کہ آج بھی یہ راز فقط تین ہی لوگوں کے درمیان تھا کہ اِذان ماضی میں اپنے گھریلو ملازم صابر کے ہاتھوں جسمانی تشدد کا نشانہ بنتا رہا ہے اور جس دن یہ راز افشاں ہوا اسی دن صابر کے ہاتھوں اس کے والد عظیم کا قتل ہوگیا تھا لیکن اِذان آج تک اس تکلیف دہ صورت حال سے باہر نہیں نکل سکا تھا۔ وہ بس اپنی ذات کی محرومیوں کو گلے سے لگائے اپنی تنہائیوں کے ساتھ زندگی گزار رہا تھا۔ وہ اذیت پسند اور محفل سے خوف زدہ رہتا۔ بی بی جان کے کہنے پہ شرجیل اسے سمجھاتا کہ وہ شادی کرلے لیکن اِذان کی طرف سے جواب نفی میں ہی ملتا تھا۔ شرجیل اور سامعیہ کا تعلق جھوٹ اور سراب ہوتا ہے۔ سامعیہ کی وفا اور محبت کے جواب میں شرجیل اسے مسلسل کئی سالوں سے دھوکا دے رہا ہوتا ہے۔ خاندان میں بھی یہ سچ کوئی نہیں جانتا ماسوائے اِذان کے لیکن وہ جس طرح شرجیل کو اپنی ذاتیات میں دخل اندازی نہیں کرنے دیتا بالکل اسی طرح وہ خود اس کے معاملات سے

اتنے آزاد نہیں

سلمیٰ غزل

اٹھارہ سال کی عمر میں میرا ذہن شادی کے مفہوم سے قطعی ناآشنا تھا اور اس کی وجہ گھر میں ہر طرف محبت کا ہونا تھا جس ماحول میں میری پرورش ہوئی وہاں سکون، خلوص اور پاکیزہ رشتوں کا ہر سمت بسیرا تھا۔ امی ابو میں مثالی محبت تھی، ہم نے کبھی ابو کو امی سے اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے نہیں سنا۔ غصہ آنا تو فطری بات ہے، مگر غصے میں بھی ان کا لہجہ دھیما اور انداز میں شائستگی ہوتی تھی۔ ہم چاروں بہن بھائی ہر سال اپنے گھر میں مل جل کر امی ابو کی شادی کی سالگرہ بڑے اہتمام سے مناتے تھے۔ یعنی باجی پھر دونوں بھائی پھر سب سے چھوٹی اور لاڈلی "ہانیہ میں" کیونکہ خاندان والوں کو بلانے کا مطلب طنز و طعنوں کے تیر سہنا تھا۔

"اے لو بڑھاپے کے چونچلے سارا گھر صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے پھر یہ غیر شرعی کام سالگرہ منانا توبہ توبہ خوامخواہ گنہگار بنتے ہیں۔" ہم سب بہن بھائی امی ابو کو مل کر تحفہ دیا کرتے تھے اور ابو کا تحفہ امی کے لیے سب سے شاندار ہوتا تھا اور جب ہم کہتے۔

"امی آپ ابو کو تحفہ کیوں نہیں دیتیں؟" تو وہ ہنس کر ہماری طرف اشارہ کردیتیں۔

"دے تو دیے جیتے جاگتے چار تحفے زندگی بھر کے لیے۔"

ابو چونکہ شاعر بھی تھے اس لیے امی کی مدح سرائی اور حسن کی تعریف میں ضرور کوئی غزل سناتے اور امی کے شرمانے کو ہم سب بہن بھائی بہت انجوائے کرتے مگر اس مرتبہ امی ابو کی سلور جوبلی تھی یعنی پچیسویں سالگرہ اس لیے ہم نے قریبی رشتہ داروں کو بلانے کا بھی فیصلہ کرلیا تھا۔

❁ ❁ ❁

گھر کی چھت پر ہم نے اہتمام کیا اور اکلوتی خالہ، تایا اور چچا کی فیملی کو مدعو کیا چاچا کے بیٹے رائفل کو میں نے کافی عرصے بعد دیکھا تھا کیونکہ تعلیم کے سلسلے میں عرصہ دراز سے امریکہ میں مقیم تھے۔ میرا کام سب کو جوس پیش کرنا تھا۔ جب میں اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں مصروف تھی پیچھے سے آواز آئی۔

"ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں۔" میں نے گھوم کر دیکھا رائفل بھائی شوخی سے مسکرا رہے تھے میں نے مشروب کا گلاس ان کی طرف بڑھایا تو انہوں نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"آپ ہانیہ ہی ہیں ناں؟"

"جی۔" میں مختصر جواب دے کر آگے بڑھنے لگی تو انہوں نے روک لیا۔

"آپ کیا دو منٹ میرے پاس بیٹھ نہیں سکتیں؟" مجھے ان کی یہ بات بڑی عجیب لگی گو ہمارا خاندان دقیانوسی اور روایت پسند نہیں تھا مگر یوں کزنز سے کھلنے ملنے کی اجازت بھی نہیں تھی اور ہمیں بھی اپنی حدود کا پتا تھا اس لیے معذرت کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی مگر میری چھٹی حس نے بتادیا کہ میں مسلسل ان کی نظروں کے حصار میں ہوں، جو مجھے عجیب لگ رہا تھا اور میری کوشش تھی کہ میرا ان سے سامنا نہ ہو۔

دوسرے دن چاچی اچانک آگئیں اور امی کو پرفیوم کی بوتل دیتے ہوئے بولیں۔

"رائفل، ہانیہ کے لیے لایا تھا۔" ہم سب کو بڑا تعجب ہوا اور بہن بھائی بھی تھے پھر صرف میں ہی کیوں؟ سب بہن بھائیوں نے مجھے خوب چھیڑا اور بجائے برا ماننے کے میں عجیب سے احساسات میں گھر گئی۔ ان کا چھیڑنا اور مذاق کرنا مجھے اچھا لگ رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا رائفل کی باتیں کروں اور سنوں مگر ایسا کچھ نہ تھا۔ شاید میں ہی خوش فہمی کا شکار ہو رہی تھی کیونکہ مالی طور پر ہم چاچا کے عشر عشیر بھی نہ تھے۔ رائفل باہر سے پڑھ کر آئے تھے۔ ان کے لیے لڑکیوں کی کمی نہ تھی مگر جلدی ہی میری یہ خوش فہمی حقیقت میں بدل گئی اور رائفل میری زندگی میں شامل ہوگئے۔ قریبی رشتہ داری تھی اس لیے ماں باپ نے زیادہ چھان پھٹک کی کوشش بھی نہ کی۔

باجی کی نسبت پہلے ہی طے تھی اور دونوں بھائی ابھی اپنے پیروں پہ کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ ہم سب بہن بھائیوں میں ایک ایک سال کا فرق تھا۔ میں نے انٹر کیا تھا اور ابو اتنی جلدی شادی کے حق میں نہیں تھے مگر امی اتنا اچھا رشتہ ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتی تھیں۔ اس لیے نکاح ہوگیا اور رائفل کاغذات لے کر امریکہ چلے گئے۔ باجی کی شادی ہوئی اور چھ ماہ کے اندر اندر رائفل نے ویزہ لے کر آگئے اور پھر میں ان کے ہمراہ رخصت ہوکر امریکہ پہنچ گئی۔

❁ ❁ ❁

آپ کی پسند

آمنہ ظفر

"ہائے گرینڈ مدر گڈ مارننگ۔" ارینہ نے جمائی لیتے اور موبائل پر سیلفی لیتے ہوئے دادی کو ہیلو ہائے کیا پھر اس نے عجیب مضحکہ خیز سا پوز سوشل میڈیا پہ اپ لوڈ کردیا۔ دادی نے انتہائی ناگواری سے اس ساری کارروائی کو دیکھا۔

"ارے یہ کیا ہائے ہائے کررہی ہو اور تم سے کس نے کہہ دیا کہ یہ صبح ہے۔ بھئی اب تو پرندے بھی اپنا دوپہر کا کھانا کھاچکے اور تم یہ کیا منہ پھاڑ کر موبائل پہ تصویریں بنارہی تھیں، بندہ دن کے نو بجے ہی سہی اٹھے پر پہلا حق تو اپنے مالک کا ہوتا ہے نا کلمہ شریف پڑھو۔ اٹھتے ہی ہائے ہائے کرنے لگ گئی۔" دادی کی اتنی لمبی چوڑی نصیحت نے بھی اس کا موڈ غارت نہ کیا۔ وجہ تھی سینکڑوں لوگوں کے 'ہٹس اینڈ لائک' جو اس کی تصویروں یعنی سیلفیز کو ملی تھیں۔ اس کے لبوں پر بڑی دلکش مسکراہٹ پھیل گئی اور یہ مسکراہٹ دادی کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرگئی تھی۔

❁.....❁.....❁

"بہو بیٹی کو سمجھاؤ کیا ہر وقت اس موئے موبائل کے پیچھے پڑی رہتی ہے۔ ہر وقت عجیب عجیب منہ بنا بنا کر لوگوں کو دکھاتی ہے۔" انہوں نے آسیہ بیگم سے کہا۔

"اماں چھوڑیں ناں اس کی شادی میں چند دن ہی تو رہ گئے ہیں۔ بعد میں اسے اپنے شوق پورے کرنے کا ٹائم ہی کہاں ملے گا۔ یہ تو بس وقت گزارنے کے لیے ہے چھوڑ دے گی۔" رسانیت سے بہو کی طرف سے جواب آیا۔

"بھئی اس کی شادی ہے اسی تو لیے کہہ رہی ہوں مانا کہ اسے گھرداری آتی ہے مگر جب دیکھو منہ موبائل میں دیے رہتی ہے۔ کھانا پکایا تو تصویر بنا کے ہزاروں لوگوں کو دکھائی کہ آج ہم نے یہ پکایا ہے۔ بھئی رزق کو تو دسترخوان پر بھی ڈھانپ کے رکھتے ہیں کہ اس کی برکت میں اضافہ ہو اور کہاں ہزاروں لوگوں کو دکھاؤ کہ بھئی آپ بھی دیکھو تو سہی۔" سانس لینے کے لیے چند پل رکیں۔

"دیکھو بیٹا کل کلاں کو اس نے بیاہ کے اگلے گھر بھی جانا ہے۔ وہ غیر لوگ ہیں پتا نہیں ان کا ماحول کیسا ہو اور وہ ان چیزوں کو پسند کرتے بھی ہوں یا نہیں۔" انہوں نے ایک اور پہلو دکھایا لیکن وہاں تو اطمینان ہی اطمینان تھا ایک بس وہی ہلکان ہوئے جارہی تھیں۔

❁.....❁.....❁

آج ارینہ کی شادی تھی اور اس پر بہت روپ آیا تھا۔ جونہی بارات کی آمد کا شور مچا سب دولہا کے استقبال کے لیے باہر کی طرف بڑھے تو ارینہ نے جھٹ اپنی سیلفی لی اور جھٹ پٹ سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کردی۔ منٹوں میں ہزاروں 'ہٹس اینڈ لائک' نے اس کی مسکراہٹ گہری کردی تھی۔

اگلے دن ولیمہ کے فنکشن سے واپسی پر اس کی مسکراہٹ غائب تھی۔ اماں نے کئی بار اس سے پوچھا تو اس نے کچھ نہیں بس آپ کی یاد آرہی تھی کہہ کر مطمئن کردیا۔ وہ ایک دن مزید وہاں رہ کر واپس آگئی جونہی وہ سسرال میں داخل ہوئی سب نے اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ پرشوق نگاہوں نے بھی اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ سب کے درمیان کچھ دیر بیٹھی پھر اٹھ کر کمرے میں آگئی جہاں جلیل اس کا انتظار کررہا تھا وہ شرماتی ہوئی اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

آج اس کی شادی کو ایک مہینہ ہوگیا تھا کہ ایک فرینڈ جو کہ اس کی فیس بک فرینڈ بھی تھی اور کزن بھی تھی

قسط نمبر 21

عشق دی بازی

ریحانہ آفتاب

﴿گزشتہ قسط کا خلاصہ﴾

انوشا اپنے سسرال میں سے ماورا کا رشتہ لے کر آتی ہے لیکن عین موقع پر ایشال جاہ آ کر منزہ سے ماورا اور اپنے رشتے کی بات کرتا سب کو حیران کر دیتا ہے۔ شاہ زر شمعون حویلی لوٹ کر سمہان آفندی سے حویلی کے معاملات کے حوالے سے بات کرتا ہے۔ جس پر سمہان آفندی حویلی میں ہونے والے ظلم کے حوالے سے اسے بتاتا اس کو الجھا دیتا ہے۔ ماورا یحییٰ ایشال جاہ پر غصہ کرتی ہے جبکہ انوشا کے سسرال والے باتیں بناتے رخصت ہو جاتے ہیں منزہ کچھ سوچ کر ماورا کو دوسرے کمرے میں بھیج دیتی ہیں۔ شنائیہ حویلی جا کر کمرے کی ہو کر رہ جاتی ہے۔ ایسے میں دیا اسے سمجھاتی ہیں اور ساتھ ہی اس کا داخلہ یونیورسٹی میں ہونے کا بتاتی ہیں پر شنائیہ کوئی تاثر نہیں دیتی ہے۔ شنائیہ کے رنگ ڈھنگ دیکھتے چودھری بخت چودھری حشمت سے رخصتی کی بات کرتے ہیں۔ شنائیہ رخصت ہو کر شاہ زر شمعون کے کمرے میں آ جاتی ہے۔ عیشال جہانگیر کو چودھری اسفند تیاری مکمل کرنے کا کہتے ہیں ان کی عمرہ کی روانگی ہوتی ہے۔ منزہ کو ایشال جاہ میں جہانگیر نظر آتا ہے اور وہ اس رشتہ کے حوالے سے سوچ میں پڑ جاتی ہیں منزہ ماورا کو بھی ایشال جاہ سے بدتمیز سے منع کر دیتی ہے۔ دوسری طرف ایشال جاہ اپنی جیت کی خوشی میں اپنے دوستوں کے سامنے تمام راز اگل دیتا ہے جو ماورا یحییٰ سن لیتی ہے۔ عیشال جہانگیر عمرہ کرتے قسم کھاتی ہے کہ وہ یہاں سے اسی صورت واپس جائے گی جب اس کا نکاح سمہان آفندی سے ہوگا سمہان آفندی چند ضروری کاغذات پر دستخط کرانے چودھری اسفند کے پاس آتا ہے تب عیشال کی قسم کا سن کر حیران ہوتا نکاح کی حامی بھر لیتا ہے۔

﴿اب آگے پڑھیے﴾

❁......❁......❁

''سمہان جو کرنے جا رہا ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟ حویلی کے سارے فیصلے تمہارے بابا جان کرتے ہیں اور اب جب کہ سمہان کی نرمین سے اور عیشال کی رئیس سے شادی طے ہوگئی ہے تو ایسی بغاوت سے حویلی میں ایک محاذ کھل جائے گا۔ سمہان تمہارے بابا جان کو کتنا عزیز ہے یہ تم بھی جانتے ہو۔ سمجھاؤ اسے کہ وہ جذباتی ہو کر کوئی فیصلہ نہ کرے۔'' زمرد بیگم کا دل خدشات میں گھر گیا تھا۔ سمہان آفندی جس بات کا اعلان کر کے گیا تھا اس پہ ہر ایک کو اعتراضات تھے لیکن وہ کچھ نہیں سنے گا یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی تھی۔ عیشال جانے کیا کر رہی تھی۔ وہ سب دوسرے کمرے میں تھے۔ سمہان کسی کام سے باہر چلا گیا تھا۔ اس فیصلے پر دل تو فریال کا بھی کانپ رہا تھا لیکن جو کچھ آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سُنا تھا اس کے بعد انہیں یہی ٹھیک لگ رہا تھا۔ زمرد بیگم جو باتیں کر رہی تھیں اس سے بھی انکار نہیں تھا۔

''بی جان...... مجھے حویلی سے جتنا اختلاف ہے، اس سے کہیں زیادہ عیشال سے ہمدردی بھی ہے۔ اس بچی کے

امید منزل

عنبرین اختر

پانی کے ایک دو چھینٹے پڑنے کے بعد جب مٹی بھر بھری ہوئی تو یک دم بادلوں کے دامن پر لگا داغ دھلنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے موسم نے کہرام مچا دیا' پے درپے گرتی ہلچل مچاتی بوندوں نے عجب سماں باندھ دیا تھا۔ ریشمی ڈوری میں لپٹی ہوائیں چہروں پر بوسہ دے کر الوداع ہوئیں۔ ان سرد ہواؤں کی جگہ برقرار رکھنے کے لیے چند شریر جھونکوں نے لی اور کپکپی طاری کردی۔

مسز شیر بانو اپنے لیکچر ختم کر کے سیدھی کالج کی کینٹین میں آئیں۔ یہاں بیٹھ کر وہ اس خوش گوار موسم سے لطف اٹھانے لگیں۔ ان کی میز پر رکھی پلیٹ میں چند بسکٹ اور پکوڑے موجود تھے۔ چائے کا مگ ان کے ہاتھ میں تھا۔ جس کے وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہی تھیں۔ بارش تو تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ انہوں نے ایک دوبار کینٹین میں لگی دیوار گیر گھڑی پر نظر دوڑائی تو دن کا ایک بج رہا تھا۔ اس راحت فزا موسم میں دل کیوں مغموم ہونے لگا۔ بارش تو اداس کرنے والی نہیں تھی لیکن دل اندیشوں میں ڈوب رہا تھا۔ اتنے میں مس شاہانہ اپنے لیکچر ختم کر کے مسز شیر بانو کی میز پر آ گئیں۔ مسز شیر بانو نے فوراً مسز شاہانہ کے لیے چائے کا کپ منگوایا۔

''مسز شیر بانو! آپ اتنی خاموش کیوں بیٹھی ہیں؟ لگتا ہے نایاب کے رشتے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اگر آپ کی بھابی اس رشتے پر راضی نہیں ہیں تو میری مانیں، غیروں میں کوئی اچھا رشتہ دیکھ کر بات پکی کردیں۔''

''مسز شاہانہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن نایاب اور اسد ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ اسد کے والد میرے بڑے بھائی ہیں۔ وہ اس رشتے پر راضی ہیں لیکن میری بھابی......'' مسز شیر بانو اس دل لبھاتے موسم میں ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولیں۔

''تو پھر مسز شیر بانو آپ کیا کریں گی؟'' انہوں نے مسز شاہانہ کی بات خاموشی سے سنی اور بنا کوئی جواب دیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ آہستگی سے اللہ حافظ کہتے باہر نکل آئیں۔ بارش تھم چکی تھی۔ وہ کار پارکنگ میں آئیں اور اپنی کار اسٹارٹ کرنے لگیں۔

❁.....❁.....❁

مسز شیر بانو کی دو بیٹیاں تھیں۔ شوہر نے کافی عرصہ پہلے طلاق دے کر دوسری شادی کرلی تھی۔ نایاب بڑی تھی جبکہ اجالا چھوٹی۔

نایاب کے ہوتے ہوئے اجالا جلد ہی پیا دیس سدھار گئی اور یکے بعد دیگرے چار بچوں کی ماں بن گئی جبکہ نایاب کے لیے مسز شیر بانو نے اپنے بڑے بھائی واجد شاہ سے ان کے بیٹے اسد کے لیے کہہ رکھا تھا کیونکہ نایاب اور اسد دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔ مسز شیر بانو گھر پہنچیں تو لاؤنج میں نایاب کو روتا ہوا پایا۔ پرس ایک طرف رکھا اور فوراً بیٹی کے پاس بیٹھ کر رونے کا سبب پوچھنے لگیں۔ نایاب کی ہچکیاں اور اشکوں کی جھڑی بتا رہی تھی کہ ضرور کوئی خاص بات ہے۔

''ممانی جان نے رشتہ ختم کردیا ہے۔ آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے وہ بات ختم کر کے گئی ہیں اور کہہ گئی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کی شادی اپنی مرضی سے کروں گی۔ مما میں اسد کے بنا کیسے رہوں گی۔'' نایاب ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ بیٹی کو دلاسہ دیتی رہیں۔ جب سے اجالا کی شادی ہوئی تھی تب سے ہی گھر میں صرف دونوں ماں بیٹی رہتی تھیں لیکن آج بیٹی کے ہوتے ہوئے بھی انہیں تنہائی اور اکیلے پن کا احساس ہو رہا تھا۔

رات کے ایک بجے اسد گھر پہنچا تو اس کی ماما فرحت بیگم لاؤنج میں اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھیں۔ بکھرے بال' آنکھوں کے نیچے حلقے اور سوجی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسد ناراض ہے اور بجھا بجھا سا بھی۔

''کیا بات ہے اسد! تم اتنی دیر کہاں رہے؟ جانتے ہو میں

پیماں چاہیے

عرشیہ ہاشمی

"چھم' چھم' چھم...... میرا ٹوٹ گیا بٹن...... امی ماریں گی...... ابو ڈانٹیں گے......" وہ مینا کے ساتھ کھیلتے ہوئے بول رہی تھی۔

"ارے نہیں ماریں گی...... تجھے بچانے والا آئے گا ناں اڑن کھٹولے پر۔" دائرے میں آس پاس بیٹھی ہوئی سہیلیوں میں سے ایک نے بلند آواز میں انہیں ٹوک کر کہا تو تمام سہیلیاں ہنس دیں جب کہ اساوری اپنی اوڑھنی کا سرا دانتوں میں دبائے شرمانے لگی۔

"چنوں...... میرے امی اور بابا مجھے کیوں ماریں گے بھلا؟ اپنی جان کو بھی کوئی مارتا ہے؟" پراندے میں گندھی ہوئی چوٹی کو جھٹک کر اس نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں چنو! اس پورے گاؤں کی واحد لڑکی ہے اساوری جس کے بابا اس پر اپنی جان چھڑکتے ہیں۔" اب کہ مینا بھی بیچ میں بول اٹھی۔

"یہ تو دنیا کا اصول ہے مینا...... ہر چیز ہمیشہ باقی نہیں رہتی...... عروج کو زوال ہے۔ اللہ سب بیٹیوں پر بابل کا سایہ سلامت رکھے' آمین۔" چنو دھیمے لہجے میں بولی۔ اس کا چہرہ معمول سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ وہ مینا اور اساوری سے دو جماعت زیادہ پڑھی ہوئی تھی اور سچ ہے کہ جو زیادہ عالم اور دانا ہوتا ہے وہ اتنا ہ زیادہ عاجزی رکھتا ہے۔ دنیا کو فانی جاننے والے اس دنیا کی رنگینی میں گم نہیں ہوتے۔ اور چنو...... کسی نے اس کو کبھی قہقہہ لگاتے نہ سنا تھا۔ اساوری اور اس کی ہم جولیوں پہ خاموشی سی طاری ہو گئی تھی۔

"لیکن پھر بھی چنو...... ہر چیز کو زوال ہے لیکن محبت کو زوال نہیں...... محبت کبھی ختم نہیں ہوتی۔" اساوری کے دل کے ساتھ ساتھ اس کا لہجہ بھی مضبوط تھا۔ اسے محبت پر یقین تھا۔

"ہاہاہا...... محبت...... محبت سے زیادہ خودغرض جذبہ کوئی نہیں' اپنی مرضی کا مالک...... مرضی ہو تو سر چڑھ کر بولے اور جو نہ ہو تو...... دھتکار دے انسان کو...... یہاں سے وہاں...... بیابانوں میں اکیلا چھوڑ دے اور بندہ لاکھ ترسے' منتیں کرے...... خوشامد کرے یہ نہیں مانتا...... بڑی ہٹ دھرم ہے محبت۔" اس نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔

"اُف...... کتنی خوفناک باتیں ہیں تیری چنو......" اساوری نے یوں جھرجھری لی جیسے محبت نگری کے بیابانوں کی سیر کرآئی ہو۔

"دنیا میری باتوں سے بھی زیادہ خوفناک ہے اڑیئے۔" وہ دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

۞......۞......۞

"دنیا واقعی بے حد خوفناک ہے اس چیز کا اندازہ تب ہوتا ہے جب انسان دنیا کو برتنا شروع کرتا ہے لیکن دیکھا جائے تو اصل گناہ گار تو خواہش ہے...... بقاء کی خواہش...... پالینے کی خواہش...... زندگی انسان کو کہاں سے اٹھاتی ہے اور کہاں لا پھینکتی ہے...... دل ہے کہ ابھی تک حیران ہے' پریشان ہے......" وہ کھڑکی سے جھانکتے چاند پر نظریں جمائے سوچ رہی تھی۔ یہ دنیا حیرت کدہ سے کم نہیں...... ہر موڑ پر یہاں زندگی ایسے رنگ دکھاتی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

"پری...... پری...... مجھے بچا لو پری۔" وہ اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی تھی کہ دفعتاً عدن نیند میں بڑبڑانے لگا تھا۔ اس نے پہلو بدل کر عدن کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا...... وہ جو بن جل مچھلی کی طرح بس تڑپنے کو ہی تھا کہ اس کے ہاتھ سے یوں پُرسکون ہو گیا جیسے موت سے پہلے پیاسے کو پانی مل جائے...... وہ لیمپ آف کر کے لیٹ گئی۔

خسارہ

حنا اشرف

''اماں میں باہر جانا چاہتا ہوں' صبغہ کے پاپا میرا ساتھ اس شرط پر دینے کو تیار ہیں کہ میں ان کی بیٹی سے شادی کرلوں۔''

''تم ہوش میں تو ہو؟ اچھی طرح سے جانتے ہو سنبل تمہارے نکاح میں ہے اور پھر وہ لڑکی شادی شدہ اور دو بچوں کی ماں ہے۔'' اماں نے غصے بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''وہ شادی شدہ تھی اماں پر اب طلاق لے چکی ہے اپنے شوہر سے اور پھر جب میں راضی ہوں تو اس بات سے کوئی فرق بھی نہیں پڑتا کہ وہ کیسی ہے؟ بس آپ ایک بار میرے ساتھ چلیں۔''

''اور سنبل...... اس کا کیا ہوگا؟'' وہ گہرا سانس لے کر بولیں۔

''سرحمدان نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ میں سنبل کو طلاق دے دوں۔'' اب کے وہ آہستگی سے بولا اور اماں تو جیسے ساکت رہ گئیں۔

''یہ کیا بکواس کررہے ہو حمزہ...... اللہ کا خوف کرو کیوں اس بچی کی زندگی خراب کرنا چاہتے ہو۔'' اماں نے بھیگے لہجے میں کہا۔

''اماں اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں۔ سرحمدان کی شرط پوری ضرور کرنی ہے۔''

''حمزہ...... شرائط پہ زندگی نہیں گزاری جاتی۔ بوڑھی ماں کا ہی خیال کرلو کیوں تذلیل کروانا چاہتے ہو اس عمر میں۔'' وہ دوپٹا چہرے پہ رکھ کر شدت سے رو دیں۔

''اماں...... سمجھنے کی کوشش کریں ناں۔ میری زندگی سنور جائے گی۔'' وہ منت بھرے انداز میں بولا۔

''دوسروں کی زندگی کا سکون ختم کرکے اپنی زندگی سنوارنے کی بات کرتے ہو' میرے جیتے جی یہ ممکن نہیں ہے۔ حمزہ یاد رکھنا اگر تمہیں اپنی من مانی کرنی ہے تو کرو مگر میں تمہارا ساتھ ہرگز نہیں دوں گی۔'' وہ دو ٹوک لہجے میں بولیں تو حمزہ بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

''کیسے بھائی ہو تم جوان بہن کی ذمہ داری بھی نظر نہیں آرہی۔ اپنی بہن کو ہی دیکھ لیتے اسی کا خیال کرتے تو دوسروں کی بہن بھی یاد رہتی۔ کیا جواب دوں گی میں اپنی بدنصیب بہن کو' میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میں مر بھی جاؤں تو میرا منہ دیکھنے مت آنا۔'' آنسو بوڑھی آنکھوں سے رواں تھے وہ نظریں جھکانے پر مجبور ہوگیا مگر وہ بھی بے بس تھا امریکہ جیسے ملک میں بسنا اس کا نوعمری کا خواب اور جنون تھا اور اس کے لیے وہ کچھ بھی کرسکتا تھا اگر اس کی شادی صبغہ سے ہوجاتی تو یہ خواب تعبیر پاجاتا۔

''اماں...... شائلہ اب بھی میری ذمہ داری ہے۔ میں آپ دونوں کو بے یار و مددگار تو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ سرحمدان نے کہا ہے وہ......''

''بس کر حمزہ کیا سرحمدان۔ سرحمدان کی رٹ لگا رکھی ہے' ان بڑے لوگوں سے اچھی طرح واقف ہوں میں' عزت نفس تمہاری ختم ہوئی ہے میری نہیں' ابھی میری ان بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم ہے کہ جوان بیٹی کی ذمہ داری اٹھا سکوں۔'' اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا وہ ترشی سے گویا ہوئیں۔

''کچھ مت کہو اور یہاں سے چلے جاؤ اس سے پہلے کہ میرے دل سے کوئی آہ نکلے۔'' وہ اپنا رخ موڑ گئی تھیں اور حمزہ چپ چاپ گھر کی دہلیز پار کرگیا تھا۔ اندر کمرے کے دروازے کے پیچھے کھڑی شائلہ حرف بہ حرف دونوں ماں' بیٹا کے درمیان ہونے والی گفتگو سن چکی تھی۔ اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹتے وہ منہ پر ہاتھ

قسط نمبر 11

عشق نگر کے مسافر

ندا حسنین

﴿گزشتہ قسط کا خلاصہ﴾

صبیحہ بیگم یاور بخت سے رابطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں لیکن وہ ان سے قطع تعلق کیے سجل سے نکاح کر لیتے ہیں۔ ان کے اضطراب کو مزید بڑھانے کی خاطر وہ ان کا فون بھی ریسیو نہیں کرتے۔ صبیحہ دل کے ہاتھوں مجبور یاور بخت کی سلامتی کی دعائیں کرتی ہیں اور اپنے والد مرتضیٰ شفیق کو بھی یاور بخت کے جواب نہ دینے کا بتاتی ہیں۔ مرتضیٰ شفیق کا دل یاور بخت پر یقین کرنے کو آمادہ نہیں ہوتا لیکن صبیحہ کے سامنے وہ خاموش رہتے ہیں۔ سجل اپنی محبت کے جال میں یاور بخت کو پوری طرح الجھا لیتی ہے اور اولاد کے حصول کی خوشی یاور بخت کے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے اسی لیے وہ سجل کی ہر بات پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ رضیہ بی شبنم کی حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں حماد کے ہمراہ وہ اسے اسپتال لاتی ہیں جہاں فوری طبی امداد ملنے پر اس کی حالت میں قدرے بہتری آتی ہے۔ دراصل فاریہ کی باتوں کو اپنے ذہن پر وہ اس قدر سوار کر لیتی ہے کہ بیمار پڑ جاتی ہے حماد بھی فاریہ کی باتوں سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اب شبنم اور رضیہ بی ان کے ساتھ ہی رہیں گی اسی لیے سرونٹ کوارٹر سے وہ انہیں نکال لاتا ہے۔ فیروز حسن بیٹے کے اس اقدام پر بے حد خوش دکھائی دیتے ہیں۔ وہ فاریہ کے حوالے سے حماد کو سمجھاتے ہیں کہ اس کا مزاج اور رکھ رکھاؤ کافی مختلف ہے لیکن حماد کی خوشی ان کے لیے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ فاریہ اپنی ماں کے لیے متجسس نظر آتی ہے اور دادی سے بھی جاننا چاہتی ہے لیکن وہ اس کمرے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں دیتیں۔ قمر جہاں کے لیے بھی اب وہ کمرہ پراسرار بن جاتا ہے وہ جاننا چاہتی ہیں کہ آخر وہاں ایسی کون سی یادیں دفن ہیں۔ ارسل اینا پاؤل سے ملاقات کی غرض سے آتا ہے تو وہ اسے اپنے ماضی کے اہم حقائق سے آگاہ کرتی گناہوں کی اس دلدل سے باہر نکلنے کی خواہش کا اظہار کرتی ہے۔ دوسری طرف جرائم پیشہ لوگ بھی اس کے تعاقب میں ہوتے ہیں اور اسے اپنی جان کا خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے۔ ایسے میں وہ ارسل کے سامنے اسلام قبول کرنے کی بات کرتے اسے حیران کر دیتی ہے۔ ارسل اس وقت شدید حیرت میں مبتلا یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ اسے اینا پاؤل کی مدد کرنی چاہیے یا نہیں، اس کی خاموشی اینا پاؤل کو تشویش میں مبتلا کر دیتی ہے۔

﴿اب آگے پڑھیے﴾

❁.....❁.....❁

سجل سنگھار میز کے سامنے کھڑی اپنی دراز زلفوں کو سنوار رہی تھی۔ اس کی نگاہیں آئینے کی شفاف سطح پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں اس کا دلکش سراپا سرخ رنگ کے پیرہن میں لشکارے مار رہا تھا۔ گلے میں نازک سی سنہرے رنگ کی زنجیر دمک رہی تھی۔ کانوں کی لو میں جھولتے سنہری جھمکے اس کی صراحی دار گردن کو چوم رہے تھے۔ اس کے سرخ لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی جب کہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ گلی کے آوارہ کتوں نے یک دم بھونکنا شروع کر دیا تھا۔ مبہوت سی سجل دل تھام کر بری طرح اچھل پڑی۔ پھر اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے خود ہی ہنس دی۔ وہ اکثر ڈر جاتی تھی۔ جیسے صبح ہی یاور بخت کے اچانک کیے جانے والے سوال پر وہ خوف زدہ ہو گئی تھی۔

رُدلاوا

اُمِ اقصیٰ

یوں تو حکیم صاحب کو اپنی ساری اولاد بشمول پانچ بیٹیوں اور دو بیٹوں سے بہت پیار تھا مگر اپنے چوتھے نمبر کی بیٹی سے وہ بطورِ خاص چاہت رکھتے تھے۔ وہ کوئی ماورائی حسن کی مالک تو نہ تھی مگر اس کے نقوش میں ایک خاص جاذبیت اور معصومیت تھی۔ جو ہر دیکھتی نظر کو سراہنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ حکیم صاحب نے اس کا نام بھی بہت محبت سے ''قدر فاطمہ'' رکھا تھا اور اس کی قدر کی بھی بہت۔ اچھی غذا' اچھا لباس' اچھی تعلیم' اچھی تربیت حکیم صاحب نے اپنی سب اولاد کو اچھا ہی فراہم کیا مگر قدر فاطمہ کے لیے بہترین سے کم پر کبھی سمجھوتہ نہ کیا۔ قدر فاطمہ ذہین تھی۔ اپنی ذہانت کا احساس تھا' سو اسے استعمال بھی خوب کیا۔ پڑھائی میں تو اچھی تھی ہی' گھریلو اُمور میں بھی طاق تھی اور جس عمر میں لڑکیوں کو کروشیے اور سلائی وغیرہ کا پتا بھی نہیں ہوتا اس عمر میں وہ سب سیکھ گئی تھی۔

فنون سیکھنے میں دلچسپی تھی اس لیے سب شوق سے سیکھا۔ سراہنے والی نظریں اور تعریفوں کے بول اسے ہمیشہ مزید محنت پر اکساتے اور یہ سب اس میں عاجزی پیدا کرتے۔ مذہب سے لگاؤ بھی بہت تھا اور اپنی تربیت بھی وہ خود کرتی رہتی۔ شام میں کچھ پل اندھیرے میں تنہا اپنے ساتھ گزارتی اور اپنا محاسبہ کرتی۔ بہن بھائیوں کی وہ بہترین بہن تھی تو ماں باپ کی بہترین اولاد۔ خاندان بھر میں وہ بطور مثال پیش کی جاتی تھی۔

حکیم صاحب تو مانو اس پر جان چھڑکتے تھے۔ اس کے لب کھلتے ہی فرمائشیں پوری کرتے۔ حکیم صاحب کا وہ بچہ جمورا تھی۔ شادی کا وقت آیا تو خاندان اور باہر سے کئی رشتے قدر فاطمہ کے لیے آئے۔ قدر فاطمہ نے اس معاملے کا کلی اختیار والدین کو دے رکھا تھا۔ حکیم صاحب نے تینوں بڑی بیٹیوں کی شادی دیکھ بھال کے خاندان میں ہی کی تھی۔ ایک اپنے بھانجے سے اور دو بھتیجوں سے' بظاہر ان کا خاندان اچھا اور قدرے خوش حال لوگوں کی اکثریت لیے ہوئے تھے مگر قدر فاطمہ کے لیے تو انہیں بہترین چاہیے تھا اور غیر خاندان میں وہ بیٹیوں شادی نہیں کرتے تھے' سو غیر خاندان سے آئے بے حد اچھے رشتے کو بھی وہ ٹال دیا کرتے تھے۔

پھر ایک خاندان سے ہی دُور کے رشتہ داروں میں سے ایک رشتہ آیا۔ حکیم صاحب اس رشتے پر مطمئن دکھائی دیے۔ معید اعجاز ایک بہن کا اکلوتا بھائی تھا۔ باپ تو اس کے بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ قدر فاطمہ نے اپنے سب دلی جذبات' خواہشات' آسائشات شادی کے بعد صرف اپنے شوہر کے لیے مخصوص کر رکھے تھے۔ سو بہت سے ارمانوں کے سنگ وہ بابل کے نگر سے پیا کے سنگ چلی آئی تھی۔

شادی کے ابتدائی تین ماہ تو روای نے چین ہی لکھا۔ سو اُمیدیں اور ارمان کچھ اور بڑھ گئے تھے مگر اس کے بعد حقیقتاً قدر فاطمہ کو پتہ چلا ''سسرال'' اصل میں ہوتا کیا ہے۔ ساس کی روک ٹوک روایتی سی تھی اور قدر فاطمہ برا بھی نہ مناتی۔ نند بظاہر تو شادی شدہ

شہید کی بیوہ

زیبا حسن مخدوم

"بیگم......! ایک کپ چائے مل سکتی ہے کیا؟" رضا نے تھکے تھکے انداز میں کاؤچ پر گرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں...... بالکل بھی نہیں مل سکتی۔" میں جو سارا دن سامان کی سیٹنگ کرکر کے تھک چکی تھی جلے کٹے انداز میں بولی۔

"بلکہ آج کھانا بھی باہر سے آئے گا۔ میں بہت تھک چکی ہوں' اب مجھ سے نہیں پکتا کھانا۔" میں نے سر دباتے ہوئے کہا۔

"او کے بیگم صاحبہ' جو آپ کا حکم لیکن آپ سے گزارش ہے کہ صرف ایک کپ چائے بنادیں' وہ میں باہر سے ہرگز نہیں منگوا سکتا۔" رضا نے لجاجت سے کہا۔

"ٹھیک ہے بناتی ہوں آپ جا کر اپنے صاحب زادوں کو دیکھیں۔ جانے آج کس چیز کی شامت آ گئی ہے؟" میں انہیں گھورتے ہوئے کچن کی جانب آ گئی۔

بینک والوں نے رضا کی پوسٹنگ اسلام آباد سے لاہور کردی تھی۔ اسلام آباد جیسے پرسکون شہر کو چھوڑ کر لاہور کی چیختی چلاتی فضاؤں میں آن بسنا خاصا مشکل کام تھا۔ خاص طور پر ہمارے لیے۔ شروع سے ہی اسلام آباد کے پرسکون ماحول اور جوائنٹ فیملی کے عادی تھے۔ رضا میرے چچازاد تھے اس لیے شادی کے بعد بھی وہیں رہی لیکن اب یوں اچانک سب سے دور ہوجانا بہت عجیب لگ رہا تھا۔

رضا نے تو بہت کوشش کی لیکن ٹرانسفر رک نہ پایا اور یوں ہم لاہور آ گئے۔ بینک والوں کی طرف سے رہائش تو میسر تھی اور بہت اچھی بھی تھی لیکن فی الحال میرے لیے ایک پہاڑ جیسا مسئلہ منہ کھولے کھڑا تھا یعنی کسی اچھی ملازمہ کو تلاش کرنا۔ یہاں ابھی ہم کسی کو جانتے بھی نہیں تھے جو ان سے ملازمہ کا کہتے۔ اچھا بھلا اماں سے آتے ہوئے کہا تھا کہ رشیدہ کو ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمارے ساتھ ہی رہتی تھی مگر اماں نہیں مانیں کہ سب اس کے عادی ہوگئے ہیں۔ اب جانے یہاں کیسی ملازمہ ملے۔ آج کے دور میں اچھی ملازمہ کا ملنا بھی امداد غیبی ہوتا ہے۔ میں یہی سوچتے ہوئے چولہے پر چائے کا پانی چڑھانے لگی۔

۞......۞......۞

اگلے چند دنوں میں حسن اور محسن کا داخلہ اچھے اسکول میں کروادیا گیا تھا۔ رضا انہیں چھوڑتے ہوئے آفس جاتے۔ رضا کے آفس کا ماحول بھی اچھا تھا۔ حسن محسن بھی خوش تھے ایک میں تھی جو ابھی تک ملازمہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے پریشان تھی۔ اس دن بھی ان تینوں کے جانے کے بعد میں بینک والوں کو کوستے ہوئے صفائی ستھرائی میں مصروف تھی جب ڈوربیل کی آواز آئی۔ میں جھاڑن رکھ کر دروازے کی جانب بڑھی۔ دروازے پر ایک بوڑھی عورت دیوار پر ہاتھ ٹکائے کھڑی تھی جس کے جھریوں زدہ چہرے اور اندر کو دھنسی ہوئی آنکھوں سے زندگی کی تھکن واضح نظر آ رہی تھی۔

"جی آپ کون؟" میں نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

"السلام علیکم بیٹا! آپ کی پڑوسن نے بتایا کہ آپ کو کام والی کی ضرورت تھی۔ اسی لیے میں آئی ہوں۔" اس نے آنے کا مقصد بیان کیا۔

"وعلیکم السلام! جی ضرورت تو تھی مگر آپ۔" میں نے اس کی عمر کے پیش نظر کہا۔ وہ شاید جان گئی کہ میں اسے ٹالنا چاہتی ہوں اس لیے گھبرا کر جلدی سے بولی۔

"نہیں بی بی' میں سب کام کرلیتی ہوں جو آپ کہیں گی کروں گی۔ مجھے کام کی ضرورت ہے زیادہ

ہم ملے کچھ اس طرح

سارہ خان

"توبہ ہے...... کیا مصیبت ہے۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ کسی کی تیمارداری مجھے اتنی مہنگی پڑ جائے گی اور یہ اجڈ' جاہل' گاؤں کی گوری میرے پلے پڑ جائے گی۔" شہریار نے گھونگھٹ میں چھپے چہرے کو غصے سے گھورا۔ "اگر مجھے پتا ہوتا یہ مصیبت میرے گلے پڑنی ہے تو کبھی نہ جاتا۔ آج کل تو واقعی نیکی کا زمانہ نہیں۔ خیر کوئی بات نہیں...... میں آج ہی اس کو اس کی اوقات اچھی طرح دکھادوں گا۔ کم ازکم اپنی زندگی میں تو کبھی اس کو شامل نہیں کروں گا۔" شہریار غصے میں کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چکر لگانے لگا تھا۔ بیڈ کے پاس آ کر رکا۔

"سنو لڑکی! میں تمہیں کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا...... تمہیں میری خوشی کے بغیر ہی میری زندگی میں شامل کیا گیا ہے بلکہ یوں کہہ لو مسلط کیا گیا ہے۔ تم میری چاہ نہیں ہو۔ مجھ سے کسی بھی قسم کی توقع مت رکھنا۔ میرے لیے یہ صرف زبردستی کا رشتہ ہے جسے میں مناسب موقع دیکھتے ہی ختم کر دوں گا۔ اب اٹھو جا کر کپڑے تبدیل کر لو۔ مجھے ویسے بھی تمہاری صورت دیکھنے کا کوئی خاص شوق نہیں۔" شہریار اپنی بات کر کے پرسکون ہو کر بیٹھ گیا۔ یہ سوچے بغیر کہ وہ کسی انسان کی عزتِ نفس کی دھجیاں اڑا چکا ہے۔ اس کو اس بات کی بالکل پروا نہیں تھی کہ اس کے الفاظ دوسرے انسان پر کیا اثر کریں گے۔ ساکن وجود میں حرکت ہوئی۔ وہ اٹھ کر کپڑے چینج کرنے چلی گئی۔ واپس آئی تو شہریار نیم دراز لیٹا میگزین پڑھنے میں مصروف تھا۔ شہریار نے مناہل کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا۔

مناہل بیڈ کی دوسری طرف آ کر اپنی طرف کا کمبل کھینچ کر لیٹنے لگی۔ شہریار اچھل کر بیٹھ گیا۔

"تم...... یہاں لیٹو گی؟" مناہل کی طرف دیکھ کر اس نے کہا۔

"ہاں۔" جواب آیا۔

"تو پھر میں کہاں لیٹوں گا؟"

"تمہیں زیادہ شرم آتی ہے تو جا کر صوفے پر لیٹ جاؤ۔ میں بہت تھکی ہوئی ہوں۔ اوکے، شب بخیر۔" نارمل انداز میں کہہ کر کمبل لے کر لیٹ گئی۔

شہریار اس کے طرزِ مخاطب پر حیران تھا۔ مجھے تم کہا...... اس کی اتنی ہمت۔ ہے نا جاہل' اجڈ' شب بخیر تو ایسے کہہ کر سوئی ہے جیسے میرے ساتھ بڑی دوستی ہے اور تو اور مجھے تم بھی کہا۔ مہارانی صاحبہ تھکی ہوئی ہیں۔ ہل جوت کر آ رہی ہیں نا۔ میرا تو خیال تھا اتنا بولنے کے بعد وہ روئے گی۔ میرے آگے گڑگڑائے گی مگر یہاں تو حالات ہی الٹ ہیں خیر...... مجھے بھی سیدھا کرنا آتا ہے جاہل عورت۔" کمبل میں لپٹے وجود کو گھورا۔ بیڈ کے بالکل سائیڈ پر ہو کر لیٹ گیا۔ "یار کیا مصیبت ہے۔ میں تو بیڈ پر ایسے لیٹ رہا ہوں جیسے وہ میری شوہر ہے۔ تف ہے شہریار تجھ پر بھی۔ چلو خیر تمہیں تو بہت جلد میں اپنی زندگی سے نکال دوں گا۔ تم بھی کیا یاد کرو گی کس سے پالا پڑا ہے۔" دل ہی دل میں کوستا ہوا وہ سو گیا۔

صبح شہریار کی آنکھ کھلی۔ ایسا لگا جیسے رات کو اس نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہو پھر ایک ایک کر کے رات کے سارے واقعات اس کی نظروں میں گھوم گئے۔ شہریار کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ بیڈ کی دوسری طرف نظر دوڑائی۔ "لگتا ہے مصیبت اٹھ کر جا چکی ہے۔" فریش ہو کر نیچے آیا۔ مناہل لائبہ' امی اور بابا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ بلقیس بیگم نے شہریار کو آتے دیکھا۔

"آؤ شہریار بیٹا! ہم سب تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ آج بہت دیر سے اٹھے؟" شہریار کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

نگاہ

مبشرہ ناز

شام کے سائے دھیرے دھیرے اپنے پر پھیلانے رہے تھے۔ سورج کی الوداعی کرنیں نرم بادلوں کے پیچھے چھپ رہی تھیں۔ آسمانوں پر پھیلے بادلوں کے باوجود فضا میں حبس برقرار تھا۔ شام کے بڑھتے سائے دیکھ کر میں نے دکان بند کرنے کا ارادہ کیا اور پھر چند کام جو کب سے رکے ہوئے تھے ان کو پورا کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے تمام کاموں کی فہرست کو ازسر نو ذہن میں ترتیب دیا اور دکان تیزی سے بند کرنے لگا۔ شہر کے وسط میں میری بڑی کپڑے کی دکان تھی۔ بازار سے گزرتے وقت میری نظر ڈبوں میں سجی رنگ برنگی چوڑیوں پر پڑی تو مجھے یاد آیا کہ رابعہ نے گہرے سبز رنگ کا سوٹ پچھلے دنوں سلوایا تھا اور سوٹ کے ساتھ ہم رنگ چوڑیاں پہننے کا اس کو بے حد شوق تھا۔ یہی سوچ کر میں نے دکان کے سامنے موٹر سائیکل روک کر رابعہ کے لیے سبز رنگ کی چوڑیاں خریدیں۔ رابعہ میری چھوٹی بہن تھی۔ اماں جان کی وفات کے وقت رابعہ صرف ڈیڑھ برس کی تھی اور اس کے سوا کوئی اور بہن بھائی بھی نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں اسے بھائی کی محبت کے ساتھ باپ کی شفقت بھی دینا چاہتا تھا۔ آج کل شہر کے حالات کی وجہ سے میری آمدنی بس گزارے لائق تھی لیکن پھر بھی میں اس کے منہ سے نکلنے والی ہر خواہش کو فرض سمجھ کر پورا کرتا تھا۔ اسے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے، جوتے و میک اپ کا سامان غرض ہر وہ چیز جو ایک لڑکی کی خواہش ہوتی ہے میں نے اسے دینے میں کسی قسم کی کمی نہیں رکھی تھی۔ ایسے میں مجھے کئی مرتبہ اماں سے ڈانٹ کھانی پڑی لیکن میں ان باتوں سے بے نیاز صرف رابعہ کی خواہش کا احترام کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی سہیلیاں اس کے نئے سے نئے فیشن اور اعلیٰ کوالٹی کی چیزوں کے استعمال سے اسے امیر گھرانے کی لڑکی تصور کرتی تھیں اور میری خوشی تو بس رابعہ کی خوشی میں پنہاں تھی۔ انہی سوچوں میں گھرا میں گھر پہنچا میں نے صحن میں موٹر سائیکل کھڑی کرتے وقت برآمدے میں بیٹھی رابعہ کو افسردہ دیکھا۔ اس کے معصوم سے چہرے پر گہری پریشانی کا عکس تھا۔ میں نے پیچھے سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکی۔

''آں.....آپ آگئے بھائی۔'' مجھے حیرت ہوئی کہ آج اسے میرے آنے کی بھی خبر نہ ہوسکی اور حیرت مزید اس وقت ہوئی جب اس نے مجھ سے چوڑیوں کے بارے میں کوئی بھی سوال نہ کیا۔ میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''رابی آج تم کچھ پریشان نظر آرہی ہو؟''

''وہ بھائی میں آپ کو بتانا چاہتی تھی کہ وہ.....'' جب کہ میں اس کی ہچکچاہٹ پر پریشان ہوگیا۔ وہ ہر بات بے دھڑک کرنے کی عادی تھی۔

''رابی کیا بات ہے، کس بات پر پریشان ہو؟ میں صرف تمہارا بھائی ہی نہیں دوست بھی تو ہوں۔'' میں نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا تاکہ وہ اپنی پریشانی بتاسکے۔ میں انجانے وہموں میں گھرنے لگا تھا۔ میرے وعدہ کرنے پر اس نے مجھے ساری بات بتادی، جسے سنتے ہی ہر غیرت مند مرد کی طرح میری رگوں میں بھی خون ابلنے لگا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ کالج سے واپسی پر ثاقب نامی لڑکا اسے تنگ کرتا ہے اور ثاقب اس کی کلاس فیلو کا بھائی ہے۔ وہ ایک مادر پدر آزاد گھرانے کا امیر ترین لڑکا تھا۔ میں ثاقب کی دشمنی افورڈ نہیں کرسکتا تھا لیکن ایک طریقہ میرے ذہن میں آگیا اور میں نے اپنے منصوبے کو اگلے دن ہی عملی جامہ پہنانے کا سوچ لیا تھا۔

دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔ سورج آسمان پر پوری شان سے براجمان تھا۔ اوپر آگ اگلتا سورج تھا اور نیچے سیاہ تارکول کی تپتی سڑک۔ ہر ذی روح اس گرمی سے بے حال تھا۔ کالج کے سامنے لڑکیوں کا ہجوم تھا میں وقت سے پہلے ہی رابعہ کو لینے پہنچ گیا تھا۔ رابعہ نے مجھے دور سے ہی دیکھ لیا

سنجوگ

عذرا فردوس

رائمہ ٹی وی کے آگے بیٹھی اپنے ناخنوں کو فائل کررہی تھی۔ بظاہر اس کی نگاہیں اپنی انگلیوں پر جمی تھیں جبکہ ذہن کچھ دیر قبل بھابی کی امی سے کی جانے والی بحث میں الجھا ہوا تھا۔ امی رائمہ اور اس کی بڑی بہن تنزیلہ کی شادی ایک ساتھ کرنے کی خواہش مند تھیں جب کہ بھابی کا کہنا تھا کہ رائمہ کی فی الوقت شادی کردی جائے کیونکہ تنزیلہ بغیر کسی وجہ کے ہر آئے رشتے کو بے دردی سے ٹھکرا رہی ہے مگر امی پُرامید تھیں کہ فی الوقت جو رشتے آرہے ہیں، بہت ممکن ہے کہ بات بن جائے تو دونوں بہنوں کی رخصتی ایک ساتھ ہوجائے گی۔

فروا بھابی کی طرح رائمہ کو بھی یہی لگتا تھا کہ تنزیلہ شادی کے معاملے میں کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہے اس کے خوابوں کے شہزادے کے حصول میں رائمہ کی شادی بھی آگے بڑھ رہی تھی۔ صد شکر تھا کہ اس کا منگیتر خالہ زاد تھا۔ مکرم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کی منگنی توڑ چکا ہوتا۔ چار سال کا عرصہ منگنی کے لیے کچھ کم نہیں ہوتا۔ جس وقت یہ رشتہ طے ہوا تو دونوں بہنوں کے مابین یہ طے پایا تھا کہ دو سال کے عرصے میں شادی کردی جائے گی۔ فروا بھابی چائے کا مگ اٹھائے لاؤنج میں آئیں۔ سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے وہ رائمہ سے مخاطب ہوئیں تو وہ سوچوں کے تلاطم سے باہر نکلی۔

”رائمہ..... تنزیلہ کو بتادو کہ آج شام میں تیار ہوجائے۔ اسے دیکھنے کے لیے کچھ مہمان آنے والے ہیں۔“ فروا بھابی کی بات مکمل ہوتے ہی رائمہ تیر کی طرح تنزیلہ کے کمرے میں موجود تھی۔ بستر پر کتابیں پھیلائے نوٹس بنانے میں مگن تنزیلہ کو رائمہ کی کمرے میں آمد کا احساس ہی نہیں ہوا۔ رائمہ نے ایک نظر تنزیلہ کے سراپے پر ڈالی۔ بلیک اور بلیو کنٹراسٹ لان کے سوٹ میں اس کا سراپا نکھرا ہوا لگ رہا تھا۔ سلکی بال کھلے ہوئے کمر کو چھو رہے تھے، تیکھے نین نقوش کے باعث وہ پُرکشش شخصیت کی حامل تھی۔

”کیا کمی ہے میری بہن میں، پھر بھی نجانے کیا رکاوٹ ہے کہ اس کا رشتہ طے نہیں ہوتا۔ اللہ کرے جو لوگ آج آرہے ہیں وہ اچھے ہوں اور بات پکی ہوجائے۔“ دل میں سوچتے ہوئے رائمہ کھنکھاری تو تنزیلہ چونکی اور سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پر کیں۔

”تنزیلہ..... آج شام میں اچھا سا سوٹ پہن کر تیار ہوجانا تمہیں دیکھنے کے لیے خاص مہمان آرہے ہیں۔“ رائمہ نے لفظ خاص پر کچھ زیادہ زور دیا تھا۔

”کیا مصیبت ہے میں اس کوشش میں لگی ہوئی ہوں کہ اپنا اسائنمنٹ جلد سے جلد مکمل کرکے سر کو دے دوں اور اب ان مہمانوں کی آمد کی وجہ سے میرا قیمتی وقت برباد ہوجائے گا۔ منع کردو انہیں کسی اور دن آجائیں۔“ تنزیلہ خفگی سے بولی۔

”ایسا تو اب ممکن نہیں بھابی بڑی محنت سے مہمانوں کی تواضع کے لیے کباب اور سموسے بنانے میں لگی ہوئی ہیں اور تو اور میں خود دعا کررہی ہوں کہ میری بہنا کے ہاتھ پیلے ہوجائیں۔“ رائمہ نے ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے۔

”تمہاری دعا کے پیچھے چھپے مقصد کو میں اچھی طرح جانتی ہوں، مجھ سے زیادہ تو تمہیں مہمانوں کے آنے سے خوشی ہورہی ہے میری بات پکی ہوگی تو تمہاری رخصتی کے اسباب پیدا ہوں گے۔“ رائمہ کے چہرے پر فوراً حیا کی سرخی دوڑ گئی۔

”کیوں لال ٹماٹر...... یہی بات ہے ناں؟“ اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے رائمہ اسے سمجھانے لگی۔

”تنزیلہ، ابو کی وفات کے بعد امی پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ گیا ہے تم امی کی پریشانی کو سمجھو۔“

”امی کی پریشانی دور کرنے کے لیے میں ہر آئے رشتے کو قبول کرلوں، یہ ممکن نہیں، تم جاکر شام کے لیے میرے کپڑے پریس کردو، مجھے کافی کام کرنا ہے۔“ تنزیلہ بیزاری سے کہتے ہوئے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

❁ ..... ❁ ..... ❁

”ذیان...... علینہ بہت اچھی لڑکی ہے تمہارا بہت خیال رکھے گی۔“ قمر جہاں نے کئی بار کہی بات پھر دہرائی، ذیان کوئی جواب دیے بغیر کھانے پر ہاتھ صاف کرتا رہا تھا۔

”گھر کی بچی ہے، بہت آسانی سے ایڈجسٹ ہوجائے گی۔ تم چند دنوں میں جس لڑکی کی صورت پر مرمٹے ہو اس کے مزاج جانے کیسے ہوں گے۔“ وہ بڑی استقامت سے اسے قائل کررہی تھیں۔ ذیان جان گیا تھا کہ وہ اس کی خاموشی کو رضا

ریزہ کانچ

سعدیہ عزیز آفریدی

اور ابھی کوئی ایک برس بیشتر ہی کی تو بات تھی کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے دلہن بنایا تھا' سجایا سنوارا تھا اور ابھی ایک ہفتے پہلے کی بات تھی کہ میں نے اسے منوں مٹی تلے دفن کرآیا تھا۔ میں بظاہر بہت مضبوط اعصاب کی مالک سمجھی جاتی تھی لیکن ذی ذی نے جب سے آنکھیں بند کی تھیں۔ مجھے لگتا ہے بظاہر نظر آنے والی دنیا نے بھی سیاہ چادر اوڑھ لی ہے۔ آپ نے بھی زندگی کو دیکھا ہے ہر لحہ مسکراتی کھلکھلاتی زندگی کو' ایسی زندگی کو جسے دیکھ کر آپ کا دل چاہے آپ بھی جئیں' بہت ڈھیر سارا اور جن آنکھوں میں دیکھ کر لگے بس ان خواب بسی آنکھوں ہی میں جھانک لینا دراصل زندگی ہے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد کچھ آپ کو یاد رکھنے کے قابل لگے۔

آپ نے دیکھی ہے ایسی کوئی شخصیت؟ شاید دس برس بیشتر میں بھی اس قسم کے کسی سوال کا جواب ''ہاں'' میں نہیں دے سکتی تھی مگر ذی ذی سے مل کر مجھے یہی محسوس ہوا تھا کہ اگر کسی نے کبھی مجھ سے زندگی کی تشریح کرنے کو کہا تو میں برملا کہہ سکتی ہوں ''زویا زبیر'' اور ہم سب کی پیاری ذی ذی وہ واحد لڑکی تھی جس پر زندگی اگر فخر کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔

بظاہر وہ کوئی حسن مجسم کا شاہکار نہیں تھی بہت عام سے خدوخال تھے لیکن اس میں جو بات مجھے اپیل کرتی تھی وہ تھا اس کا دوستانہ اور محبت سے پُر لہجہ' وہ جس سے بھی ملتی یونہی لگتا وہ اسی کی منتظر تھی اسے تعلقات بنانے کی لت تھی لیکن مجھے تعلقات بنالینے سے زیادہ اس تیز رفتار زندگی میں اس کے ان تعلقات کو نبھا لینے پر حیرت ہوتی تھی۔ ذی ذی میری کوئی بچپن کی دوست نہیں تھی لیکن پھر بھی اس کی شخصیت پر چاہوں تو اوروں سے زیادہ کم غلطیاں کرکے اس پر ٹھیک ٹھیک رائے دے سکتی ہوں کہ وہ کتنی ہمدرد اور کتنی فیصد اپنی اپنی لگا کرتی تھی۔ اسے کیا پسند تھا کیا ناپسند تھا اس کے فیورٹ کلرز زندگی گزارنے کے اس کے خاص خواب اور اپنے پسندیدہ شریک سفر میں موجود خوبیاں مجھے یہ سب کچھ ازبر ہے بلکہ ابھی تک کانوں میں گونجتا محسوس ہوتا ہے یوں جیسے وہ ابھی یہی کہیں میرے قریب بیٹھی کوئی لطیفہ سنا کر ہنس رہی ہے یا درویش مفتی سے دنیا کی بے ثباتی پر پیپر پڑھ رہی ہے اس کے لبوں کی حرکت' اس کی پلکوں کے جھپکنے کی رفتار سب کچھ میری سوچ میں مقید ہے لیکن پہلے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ وہ مجھ سے ملی کیسے تھی تاکہ آپ جان سکیں وہ جسے بھی چاہتی کس طرح دوست بنا سکتی تھی وہ کوئی منتر جانتی تھی شاید۔

پھر اس کی آنکھوں میں اتنا تپاک ہوتا تھا کہ سامنے والا اسے رد کرہی نہیں سکتا تھا' سو میری بھی پہلی ملاقات اس سے ایک ایگزیبیشن میں ہوئی ان دنوں میں نے تازہ تازہ رنگوں سے دوستی کی تھی اس لیے میں زیادہ سے زیادہ اپنی فیلڈ سے متعلق کام دیکھنے اور اس سے کچھ سیکھنے کے لیے ایسی تقریبات میں شرکت کرتی تھی اس دن بھی میں اسی خیال سے اس گروپ نمائش میں شریک تھی اور مجھے ذی ذی کی بنائی ہوئی ہر تصویر نے اٹریکٹ کیا تھا لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ

bazsuk@naeyufaq.com

محمد اسلام.....مردان

لبوں پہ جس کے محمد کا نام رہتا ہے
وہ راہ خلد پہ محو خرام رہتا ہے
جو سر جھکائے محمد کے آستانے پر
زمانہ اس کا ہمیشہ غلام رہتا ہے

انیلا فراز.....شہداد پور

اس کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز
سونے والوں کی طرح جاگنے والوں جیسی

جویریہ اختر سلیم.....میر پور خاص، سندھ

مرہم کی طرح بانٹتے پھرتے ہیں نئے زخم
یہ رسم بھی نکلی ہے نئے چارہ گروں میں

رقیہ ناز بشارت.....کمالیہ

یہ اور بات کہ گل کی طرح مہکتے رہے
وگرنہ رکھتے تھے ہم بھی مزاج کانٹوں کا
بہت عجیب سے لہجے میں بات کرتا ہوں
ہے آج پھول میں کچھ امتزاج کانٹوں کا

تبسم شہزادی.....جڑانوالہ

میں جو بھی چیز رکھتی ہوں کمال رکھتی ہوں
یقین نہ آئے تو تم اپنی مثال لے لو

مدیحہ نورین مہک.....گجرات

یوں چار دن کی بہاروں کے قرض اتارے گئے
تمہارے بعد کے موسم فقط گزارے گئے

بنت حوا.....نامعلوم

شکر کرو کہ صرف گرمی ہے ورنہ
اعمال تو آگ والے ہیں

گل ناز.....کراچی

حسن ہے ذات میری عشق ہے صفت میری
ہوں تو میں شمع مگر بھیس ہے پروانے کا

ایم سحر.....ایبٹ آباد

لگتا ہے اس شہر میں عدالت نہیں ہوتی
جہاں انسان کی حفاظت نہیں ہوتی
جہاں مشکل میں پڑے ہوں انسان
وہاں سجدوں میں پڑے رہنا عبادت نہیں ہوتی

دانیہ آفرین.....گجرات

حسن دیکھیں گے تیری آنکھوں کا
کچی نیندو سے جگا کر تمہیں

انعم خضر.....نواں شہر حافظ آباد

محبت ایک سزا ہے دنیا میں سب کی نگاہوں میں
محبت میں دوستوں کو جدا ہونے نہیں دینا
انعم دعا کرتی ہے ہر نماز کے بعد یا رب
یہ دنیا والے ظالم ہیں ظلم کرنے نہیں دینا

انعم خان.....کراچی

جھونکا اک بہار کا رنگ خیال یار بھی
ہر سو بکھر بکھر گئی خوش بو جدھر چلا گیا

فیاض اسحاق مہانہ.....سلانوالی

کہیں بکھری کتابیں کہیں میلے کپڑے
اپنے کمرے کی ہم نے عجب حالت بنا رکھی ہے
اپنے وحشت زدہ کمرے کی الماری میں
تیری تصویر عقیدت سے سجا رکھی ہے

شبنم مجید.....لاہور

زندگی تھک کے گری ہے تو خیال آتا ہے
جان لیوا ہے لا حاصل کی تمنا کرنا

پروین بانو.....جہلم

وصل کو کیسے معتبر سمجھیں
ہجر کا خوف دل پر طاری ہے
آج تو دل کی بات کہنے دو
آج کی شام تو ہماری ہے

ام ہانی.....لاہور

کاش کہ بچپن میں ہی تجھے مانگ لیتے
ہر چیز مل جاتی تھی دو آنسو بہانے سے

کلثوم خاور خان.....ڈنگہ

کیا راہ بدلنے کا گلہ ہم سفروں سے

کچن کارنر

زہرہ جبین

شاہی حلیم خاص

اجزاء:۔

گوشت (بون لیس)	ایک کلو
پیاز	ایک پاؤ
دھنیا (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچ
گندم	ایک پاؤ
دال ماش	ایک پاؤ
دال چنا	ایک پاؤ
تیل	ایک پاؤ
لہسن ادرک (پیسٹ)	تین چائے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
دال مسور	ایک پاؤ
مرچ پاؤڈر	تین چائے کے چمچ
زیرہ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
دھنیا پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
دال ارہر	ایک پاؤ

ترکیب:۔

گندم اور تمام دالوں کو الگ الگ ابال لیں اور اچھی طرح گھوٹ لیں۔ اب گھی میں پیاز فرائی کرلیں۔ فرائی ہوئی آدھی پیاز ایک طرف رکھ دیں۔ بقیہ پیاز میں لہسن اور تمام مصالحے ڈال کر گوشت بھی شامل کردیں اور بھونیں۔ اب پانی ڈال کر گوشت کو گلنے تک پکائیں۔ اس کے بعد تمام مصالحے اور گندم ڈالیں۔ اچھی طرح ہلائیں یہاں تک کے تمام اشیاء یک جان ہوجائیں۔ گرم مصالحہ، بقیہ مصالحہ، پیاز، لیموں، ادرک، اور ہری مرچ ڈال کر سرو کریں۔

عائشہ مغل...... سیالکوٹ، ڈسکہ

گلاب جامن

اجزاء:۔

میدہ	آدھا پاؤ
کھویا	آدھا کلو
انڈے	دو عدد
بیکنگ پاؤڈر	ایک کھانے کا چمچ
کوکنگ آئل	فرائی کرنے کے لئے

ترکیب:۔

ایک کلو شکر میں دو کپ پانی ڈال کر پکائیں، تار بنے لگیں تو اُتار لیں اور دس عدد چھوٹی الائچیاں بھی پیس کر ڈال دیں۔ میدہ، کھویا، بیکنگ پاؤڈر اور انڈے توڑ کر اچھی طرح سے مکس کرلیں اور ان کی چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا کر کچھ دیر کے لیے رکھ دیں۔ کڑاہی میں آئل گرم کرکے ہلکی آنچ پر ان گولیوں کو تل لیں، پھولنے اور سنہری ہونے پر شیرے میں ڈال دیں مزیدار گلاب جامن تیار ہوجائیں گے۔

نسیم اختر...... بہاولپور

حیدرآبادی قورمہ

اجزاء:۔

گوشت مٹن	ایک کلو
پیاز	ایک پاؤ
دہی	ایک پاؤ
ٹماٹر (بڑا)	ایک عدد
مونگ پھلی (پسی ہوئی)	ایک کھانے کا چمچ
تل (پسے ہوئے)	ایک کھانے کا چمچ
خشخاش (پسی ہوئی)	ایک کھانے کا چمچ
لال مرچ پاؤڈر	دو کھانے کے چمچ
دھنیا پاؤڈر	دو چائے کا چمچ
ہلدی	آدھا چائے کے چمچ
نمک	دو چائے کا چمچ
تیل	ایک کپ
ادرک، لہسن پیسٹ	دو چائے کے چمچ
لیموں کا رس	ایک عدد

alam@naeyufaq.com

عالم میں انتخاب

زینب احمد

غزل

انشاء جی اٹھواب کوچ کرو، اس شہر میں جی کا لگانا کیا
وحشی کو سکوں سے کیا مطلب، جوگی کا نگر میں ٹھکانہ کیا
اس دل کے دریدہ دامن میں دیکھو تو سہی سوچو تو سہی
جس جھولی میں سو چھید ہوئے اس جھولی کا پھیلانا کیا
شب بیتی، چاند بھی ڈوب چلا، زنجیر پڑی دروازے پہ
کیوں دیر گئے گھر آئے ہو سجنی سے کرو گے بہانہ کیا
پھر ہجر کی لمبی رات میاں، سنجوگ کی تو یہی ایک گھڑی
جو دل میں ہے لب پر آئے شرمانا کیا گھبرانا کیا
اس حسن کے سچے موتی کو ہم دیکھ سکیں پر چھو نہ سکیں
جسے دیکھ سکیں، پر چھو نہ سکیں وہ دولت کیا وہ خزانہ کیا
جب شہر کے لوگ نہ رستہ دیں، کیوں بن میں نہ جا بسرام کریں
دیوانوں کی سی نہ بات کرے تو اور کرے دیوانہ کیا

شاعر: ابن انشاء
انتخاب: عائشہ شکیل...... گوجرہ

غزل

تجھ پر بھی فسوں دہر کا چل جائے گا آخر
دنیا کی طرح تو بھی بدل جائے گا آخر
پھیلی ہے ہر اک سمت حوادث کی کڑی دھوپ
پتھر ہی سہی وہ بھی پگھل جائے گا آخر
وہ صبح کا تارا ہے تو پھر ماند بھی ہوگا
چڑھتا ہوا سورج ہے تو ڈھل جائے گا آخر
دل تجھ سے بچھڑ کر بھی کہاں جائے گا اے دوست
یادوں کے کھلونوں سے بہل جائے گا آخر
آوارہ و بدنام ہے محسن تو ہمیں کیا
خود ٹھوکریں کھا کھا کے سنبھل جائے گا آخر

شاعر: محسن نقوی
انتخاب: مدیحہ نورین مہک...... گجرات

غزل

در کسریٰ پہ صدا کیا کرتا
اک کھنڈر مجھ کو عطا کرتا
جس اندھیرے میں ستارے نہ جلے
اک مٹی کا دیا کیا کرتا
ڈھب سے جینا بھی نہ آیا جس کو
اپنے مرنے کا گلہ کیا کرتا
جو نہ سمجھا کبھی مفہوم وفا
اپنا وعدہ بھی وفا کیا کرتا
نکہت و رنگ کا پیاسا تھا ندیم
صرف ایک لمس ہوا کیا کرتا

شاعر: احمد ندیم قاسمی
انتخاب: مہرین کنول...... گجرات

صاحب

شکر ہم نے ادا کیا صاحب
جو بھی ملنا تھا مل گیا صاحب
آپ تو حال دل سے واقف ہیں
کیا کریں عرض مدعا صاحب
واپسی کا کوئی سوال نہیں
راستے ہو گئے خفا صاحب
چند آنسو ادھار دیتا ہوں
کوئی ایسا سخی ملا صاحب
چند کلیوں سے سارے گلشن کو
اپنے دامن میں بھر لیا صاحب
مجھ کو تو غم کی مل گئی دولت
اور تم کو بھی کچھ ملا صاحب؟
آج کیا دن ہے اور کیا تاریخ
کوئی میرا اتا پتا صاحب
گرما سرما ہے یا خزاں کہ بہار

shukhi@naeyufaq.com

ہما ذوالفقار

جان و مال

ترجمہ:۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ انہیں جنت ملے گی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنے اس سودے پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

جو سچے ایمان والے ہیں ان کی جانیں اور ان کے اموال اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے خرید لیے ہیں اب کسی سچے مسلمان کی جان و مال اس کی اپنی ملک نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کے ہاتھ بیچ چکا ہے۔ اب ان کا کام یہ ہے کہ جب ان کو راہ خدا میں جہاد اور جانبازی کے لیے پکارا جائے وہ لبیک کہہ کر میدان میں آ جائیں خدا کے اور اس کے دین کے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ کریں، ماریں اور مریں اور اس طرح خدا کے ہاتھ بیچی ہوئی جان و مال اس کی راہ میں قربان کر دیں اور اس کے عوض جنت اور اس کی لازوال نعمتیں اور ابدی عیش و آرام حاصل کریں۔

عائشہ مہک...... حیدر آباد

احادیث مبارکہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ میں نے نہیں دیکھے (میرے بعد ظاہر ہوں گے)

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے لیے پھرتے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ظلماً) مارا کریں گے۔

ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی (غیر مرد کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوں گی (اس کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی ان کے سر ایسے ہوں گے (پھولے ہوئے) جیسے بڑے بڑے اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہان ہوتے ہیں۔ یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح ۳۰۶ از مسلم

شائستہ کنول...... میانوالی

آنسو

آنسو کا ہر قطرہ دنیا کی ہر چیز سے مہنگا ہے۔
لیکن کوئی اس کی قیمت اس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک وہ آنسو اس کی اپنی آنکھ سے نہ نکلے۔

سنیاں زرگر، افشاں عاضی...... جوڑہ

لطیفہ

نوے سال کی ایک عورت نے اشتہار دیا "ضرورت رشتہ" تین دن کے بعد اس کے گھر خط آیا محترمہ آپ "ف" لکھنا بھول گئی ہیں اس عمر میں رشتہ نہیں فرشتہ آتا ہے۔

انعم خضر...... نواں شہر، حافظ آباد

بہترین رشتے

دنیا میں بہترین رشتے وہی ہیں جہاں ناراضی کے فوری بعد معمولی سی مسکراہٹ اور ہلکی سی سوری سے زندگی پہلے جیسی ہو جائے۔

عادت

بانٹنے کی عادت ڈالیں
چیزیں بھی
جذبے بھی
اور خوشیاں بھی

مدیحہ نورین مہک...... گجرات

husan@naeyufaq.com

حسنِ خیال

جوہی احمد

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا کرنے والا ہے۔ اس بار حسن خیال میں بہت کم بہنوں نے شرکت کی۔ غالباً ملک میں ہونے والی بارشوں کی وجہ سے لیکن سب کی کمی ہم نے شدت سے محسوس کی۔ بہنوں کے لیے خوش خبری کہ اگلے ماہ سے بہترین اور بھرپور تبصرہ نگار کو بطور انعام تین ماہ کے لیے حجاب اعزازی طور پر بھیجا جائے گا۔ اب بڑھتے ہیں آپ کے خطوط کی جانب۔

عائشہ شکیل...... گوجرہ۔ اگست کا شمارہ دس تاریخ کو ملا اس لیے آپ کی محفل میں ذرا لیٹ ہی شرکت کررہے ہیں۔ جوہی اپیا، تھینک یو میرا تبصرہ شائع کرنے کے لیے سچ میں اس بار تو حجاب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے بھئی وجہ ہمیں پورے چار سلسلوں میں شامل کیا گیا تھا واہ جی واہ آج جب شعر لگا تو ہلکا ہلکا یقین ہوہی گیا کہ میں کوشش کرکے شاعرہ بن سکتی ہوں (ہاہا) ماڈل صائمہ انصار عید نمبر کے حوالے سے تو سو سو ہی تھیں اور جیولری اتنی ہیوی (او مائی گاڈ) بات چیت واقعی سعیدہ آپا قربانی محض دکھاوا رہ گیا ہے غریب بے چارے محروم ہی رہتے ہیں۔ حمد و نعت ہمیشہ کی طرح پرفیکٹ تھیں انٹرویو (رابعہ احمد بھٹی) ویلڈن جوابات شاندار پلس جاندار تھے آئی مین حرکت نہیں کررہے تھے بس (ہاہاہاہا) "عشق دی بازی" واٹ یہ کیا ہوگیا یہ ایشان جاہ اورا کو نیچا دکھانا چاہتا تھا ہمدردی تو ایسے کررہا تھا جیسے میرے علاوہ اس کا دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں اور شنائیہ کی رخصتی ہوگئی۔ شاہ بھیا دلیمے میں تو انوائٹ کروگے نا (ہی ہی ہی) اور یہ کیا آخر پر تو دھماکا ہی ہوگیا او بھئی جلدی سے کرادیں نکاح سبحان اور عیشال کا۔ "عشق نگر کے مسافر" مسافر کوٹرین میں تو کوئی جہاز پر چڑھا رہا تھا تو کوئی پیار کی سیڑھی پر اپنے قدم دھرے بیٹھا تھا۔ یہ مسافروں کا سفر کافی طویل ہوتا ہے خیر اس بار تھوڑی بہت سمجھ آ ہی گئی۔ "حصار" ڈاکٹر تنویر انور خان۔ اف کیا اسٹوری تھی شاہ زمان کی لائف دکھوں کی نذر ہوگئی "دل کو کس کا ملال تھا" نادیہ احمد بھی کیرئیر فلی آگے بڑھ رہی ہیں۔ "آگے بڑھو آگے بڑھو" بڑھتے ہی رہنا اپنا کام۔ "ہے ناں نادیہ آپی" افسانوں میں یہ لوگ جب خود پر مصیبت آتی ہے تب احساس ہوتا ہے دوسروں کی باری پر انسان مانند کبوتر آنکھیں بند کرلیتا ہے۔ ویری گڈ نازیہ جمال "میں تم اور گرم چائے" آپی ساس کی انٹری بھی سپرہٹ ہوئی۔ "گیلی مٹی کا بت" یہ لڑکیاں پتا نہیں کب سدھریں گی۔ "خواب کیا ہیں؟" بھئی کوئی مجھے بھی اس سے روشناس کرادے۔ "چاندی اور پھول" افسانہ بھی بیسٹ رہا۔ "تم میری منزل ہو" ویلڈن رہا۔ "کارآمد" واقعی پاکستانی خواتین ہی اس ملک کا مان ہیں۔ بزم سخن میں ہمیں اپنا شعر سب سے اچھا لگا (ہاہا) سب کے ہی زبردست تھے بھئی غصہ مت کرنا۔ کچن کارنر میں عجیب غریب ڈشز ہمارے چھوٹے سے دماغ کا امتحان لے رہی تھیں۔ عالم انتخاب بھی ہمیشہ کی طرح ہمارے پیارے شاعروں کی شاعری سے مزین تھا۔ شوخئ تحریر میں سب کی شوخی عروج پر تھی۔ (ہی ہی ہی ہی) حسن خیال میں سب کے تبصرے اچھے تھے "دوست کا پیغام آئے" میں آپی ملیحہ تھینک یو میرا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے۔

محیحہ نورین ملک...... گجرات۔ السلام علیکم پیاری جوہی کیسی ہیں اللہ خیریت سے رکھے آمین اور آٹھ کو حجاب مل گیا۔ سمجھو عید کا چاند نظر آ گیا ماڈل کے ڈریس کا کلر اور لپ اسٹک بس اچھی لگی اتنی ہیوی جیولری اور ایک ہاتھ کی تینوں ساتھ والی انگلیوں میں انگوٹھیاں بری لگ رہی تھیں۔ اوپر سے گلیٹر والا آئی شیڈ اور نیل پینٹ گرمی میں کچھ تو ہولا ہتھ رکھتے خیر چھوڑیں یہ سب۔ اقرا جٹ خیر مبارک۔ تبسم بشیر حسین اللہ کا شکر ہے خیریت سے ہوں۔ عائشہ شکیل گجرات میں رہتی ہوں ثناء فرحان پسندیدگی کا بہت شکریہ۔ پیاری خوش رہیں۔ پروین افضل شاہین مسکراتی رہیں۔ رابعہ آصف دعا کے لیے بہت شکریہ۔ اللہ آپ کو بھی بہت ساری خوشیاں دے آمین۔ این چوہدری یاد رکھنے کا بہت شکریہ۔ حسن خیال میں سب کے تبصرے کمال کے تھے۔ ام ہانی شاہد پسندیدگی کا شکریہ آپ کی دوستی ہمیں قبول ہے پیاری۔ پروین افضل شاہین پسندیدگی کا شکریہ۔ ماہا بشیر تبسم مٹھائی آکر کھانا پیاری جتنی مرضی کھانا۔ شازیہ پرویز شکریہ پسند کرنے کا رابعہ احمد بھٹی پسندیدگی کا بہت شکریہ خوش رہیں۔ شوخئ تحریر میں علشبہ خان، ثناء فرحان، ماہا بشیر، تبسم بشیر کے انتخاب پسند آئے۔ عالم میں انتخاب میں سب کے کلام بہترین تھے۔ طیبہ نذیر، سحر تبسم سحری، ثنا فرحان، ام ہانی، جاذبہ عباسی کے اشعار پسند آئے۔ خیر معذرت، تمام پڑھنے والوں کو بہت سا سلام اور دعائیں خوش رہیے اور خوشیاں بانٹیے۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

آؤ گزرے دنوں کی بھلا کر اداسیاں
کھل کر مسکرائیں سب کو ہم ہنسائیں

dkp@naeyufaq.com

دوست کا پیغام آئے

ملیحہ احمد

چاہنے والوں کے نام

پیاری پیاری دوشیزاؤں (اللہ معاف کرے اس جھوٹ پر) کو سلام۔ کیسی ہیں سب؟ امید واثق ہے خوش باش ہوں گی اپنی اپنی زندگی میں۔ یقین کریں آپ لوگوں کے میسجز پڑھ پڑھ کر آپ سب پر اتنا پیار آیا کہ لگتا ہے میں اپنی ان فیلنگز کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ کوئی کسی کو اتنا بھی یاد کر سکتا ہے ان بلیو ایبل یار آپ سب نے اتنی محبت سے یاد کیا اور میں حاضر نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے پیاری تبسم میں بالکل ٹھیک ہوں یار آپ کیسی ہیں؟ آپ کی ماما جی کے لیے دعا کی ہے ان شاء اللہ وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔ سویٹی عائشہ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ آپ مجھے اپنی بہن نہیں سمجھتی (خیر آپ کی مرضی) ویسے آپ کا مجھے مس کرنا بہت اچھا لگا۔ سچ کہہ رہی ہوں ہمیشہ پھولوں کی طرح مہکتی رہو آمین۔ لولی ثناء اپیا سب سے پہلے تو نئے گھر کی مبارک ہو بہت بہت اللہ پاک آپ کو اس گھر میں ڈھیروں خوشیاں عطا کرے آمین۔ دل کر رہا ہے آپ کے نئے گھر آؤں اور آپ کے ہاتھوں سے بنے مزیدار پکوان کھاؤں، ثناء اپیا کیا آپ میری مہمان نوازی کریں گی ایک دن؟ رابعہ احمد میں نے اپنا نمبر آنچل میں دوست کا پیغام آئے میں لکھ کر بھیج دیا ہے ڈیئر ہاں ایک بات اور میں آپ کے شہر جھنگ میں ایک اور چکر لگانے والی ہوں اپنے پاپا جانی کے ساتھ آپ سب بھی کبھی آؤ نا میرے چھوٹے سے شہر کمالیہ میں چلیں جی میں اب ناشتہ کرلوں بارہ بج چکے ہیں بہت بھوک لگ رہی ہے مجھے آپ سب میری دعاؤں میں شامل ہیں لگتا ہے آپ لوگ بھی میرے لیے دعا کرتے ہوں گے۔ خیر میں آپ سب کو بہت تنگ کرتی ہوں ناں؟ کیا میرا آپ سب پر اتنا بھی حق نہیں؟ اوکے بہنوں ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہیں، اللہ حافظ۔

نور چودھری..... کمالیہ

دل کے مکینوں کے نام

السلام علیکم حجابی گرلز! امید کرتی ہوں کہ سب خیر خیریت سے ہوں گی؟ اللہ آپ سب پر اپنی رحمت بنائے رکھے اور ہم سب کو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے، قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ سب سے پہلے پیاری ثناصد شکر کہ آپ آئیں سب سے پہلے آپ ہی کا پیغام پڑھا آپ کو سمجھ نہیں آیا کہ مجھ سے کیا کہیں تو ڈیئر جو دل میں ہو لکھ دیں دوستوں کے بارے میں ہچکچاہٹ کیسی؟ اور آپ نے مجھے کچھ لکھنے کو کہا ہے تو پیا آپ کی محبت ہے پر مجھے نہیں لگتا کہ میں کچھ لکھ سکتی ہوں اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ لکھنے سے کہیں زیادہ مشکل کام لگایا ہے سو میں صرف وہ کرنا چاہتی ہوں۔ فرحان بھائی کو سلام! پیاری شانو پگلی تمہاری محبت تو مجھے کسی قیمتی سرمایے کی طرح لگنے لگی ہے۔ ڈر لگتا ہے کہیں چھن نہ جائے میری دعا ہے پیاری لڑکی اللہ ہمیشہ تم سے راضی رہے اور تمہاری ہر جائز خواہش پوری ہو آمین۔ ہر ماہ لازمی شرکت کیا کرو، نئی ممبر ام ہانی (ہنی) سوئٹوں تمہارے نام سے ہی منہ میں مٹھاس گھل جاتی ہے آج سے تم میری دوست بھولو گی تو نہیں؟ رابعہ آصف اعوان شمائلہ (یہ تو میرے نام سے بھی بڑا نام ہے، ڈونٹ مائنڈ پلیز) مجھے آپ کی دوستی دل و جان سے قبول ہے۔ پیاری مدی آپ کی دعاؤں سے میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں گھر میں سب کو سلام! ایک اور پیاری لڑکی ہے جو اپنی دوستی کی عادت ڈال کر غائب ہو گئی ہے ہاں جی نور چودھری نوری کیا بات ہے کوئی ناراضی ہے نمبر مانگا تم نے تو میں نے وہ ادارے میں دے دیا پر تم نے کال نہ کی۔ عائشہ مبین نے بھی ایسا ہی کیا نمبر مانگا پھر غائب چلیں کوئی بات نہیں آپ دونوں کی بھی شاید کوئی مجبوری ہو گی۔ رابعہ احمد (ربی) ڈیئر تم ادارے سے نمبر لے لو میں منع نہیں کرتی۔ عائشہ شکیل تمہاری درخواست قبول ہے قبول ہے قبول ہے۔ جوہی اپیا بہت بہت شکریہ۔ اس محبت کا جو آپ ہمیشہ مجھے اپنی محفل میں نہ صرف جگہ دیتی ہیں بلکہ بہت پیارے جوابات بھی دیتی ہیں۔ ملیحہ آپی میرے پیغامات لگانے کا آپ کا بھی بہت شکریہ۔ قیصر آرا آنی آپ میری دعاؤں میں ہمیشہ شامل ہیں بے شک آپ کا غم بہت بڑا ہے پر میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صبر دے آمین۔ اور صحت اور تندرستی عطا کرے تاکہ آپ ہم سب سے دوبارہ مخاطب ہو سکیں آمین۔ بے شک وہ پاک ذات سب کی سنتی اور عطا کرتی ہے۔ آخر میں میری چھوٹی بہن مانو (ماہا بشیر) سے گزارش ہے تم مجھ سے ناراض مت ہوا کرو کیونکہ تم میرے جسم میں روح اور سانس کی طرح ہو اور ان دونوں کے بغیر جسم مردہ ہو جاتا ہے میری دعا ہے کہ ہم ہمیشہ ساتھ رہیں آمین، اللہ حافظ فی امان اللہ۔

تبسم بشیر حسین..... ڈنگہ

عزیز لوگوں کے نام

السلام علیکم تمام پڑھنے والوں کیسے ہو؟ حجاب کی محفل میں بہت ساری اچھی دوستیں بن گئی ہیں۔ نٹ کھٹ سی شرارتی انداز والی اللہ سب کو ہنستا مسکراتا رکھے آمین۔ طیبہ خاور آپ کا شکوہ بہت اچھا لگا۔ پیاری کیسی ہو میری دعا ہے زندگی کے سفر میں خوشیاں ہی خوشیاں سمیٹو آمین۔ ام ایمن ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں جواب نہ دوں، کسی کے بھی خط کا کیسے مزاج ہیں۔ فائزہ راشد شاہ پیاری ہم فرینڈز بھی ہیں اور بہنیں بھی اداسی اچھی نہیں لگتی پریوں کے چہرے پر خوش رہا کرو پیاری۔ حرا گل غفور خیر مبارک بہت شکریہ میری تعریف کرنے کا ویسے اپنی تعریف تو سب کو ہی اچھی لگتی ہے مجھے بھی لگی ہاہاہاہا شادی کی مہندی لگانے تم اتنی دور سے آؤ کی جھلی لڑکی لو یو اتنی محبت کے لیے اور میرے لیے اتنا اچھا شعر لکھنے کا بہت مبارک شکریہ۔ ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہو آمین اور پیاری ایمن ہم سب فرینڈز ہیں پگلی اب خوش